SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 08, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم۔ والذین امنوا وعملوا الصلحت و امنو ا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم و اصلح بالھم۔ ذلک بان الذین کفرو اتبعوا الباطل و ان الذین امنو ا اتبعوا الحق من ربھم کذلک یضرب اللہ للناس امثالھم۔

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور (اوروں کو) اللہ کے رستے سے روکا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیے اور ان کی حالت سنوار

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 08, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past eleven in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr . Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم۔ والذین امنوا وعملوا الصلحت و امنو ا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاتھم و اصلح بالھم۔ ذلک بان الذین کفرو اتبعوا الباطل و ان الذین امنو ا اتبعوا الحق من ربھم کذلک یضرب اللہ للناس امثالھم۔

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور (اوروں کو) اللہ کے رستے سے روکا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے ان کے گناہ دور کر دیے اور ان کی حالت سنوار

دی۔ یہ (حبط اعمال اور اصلاح حال) اس لیے ہے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے جھوٹی بات کی پیروی کی اور جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے (دین) حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح اللہ لوگوں سے ان کے حالات بیان فرماتا ہے۔

سورۃ محمد آیات(۱ تا ۳)

جناب قائم مقام چیئرمین، جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے نیشنل پارٹی کی طرف سے پاکستان پیپلز پارٹی کے President آصف علی زرداری کو مبارک باد دیتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس ملک کو صحیح معنوں میں ایک وفاقی، جمہوری نظام کی جانب لے جائیں گے۔ ہم جتنے جمہوریت پسند لوگ ہیں، ہماری کوشش ہوگی کہ ہم ان کی اس approach کو کامیاب بنانے کے لیے جتنا ہم سے ہوسکے we will be ready to cooperate with them. Thank you

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین، اگر مجھے اجازت دیں، میں leave applications پڑھ لوں۔ ڈاکٹر محمد علی بروہی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ یکم اور دو ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر جاوید لغاری ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اور 29 اگست اور 2 اور 4 ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، جناب ایس ایم ظفر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر

مورخہ 29 اگست تا 3 ستمبر اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے اُن تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، حاجی محمد عدیل ناسازیٔ طبع کے باعث مورخہ 3 اور 4 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر ساجد میر ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 3 اور 5 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے تھہیم نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 8 ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، سب سے زیادہ آپ لوگوں کو اعتماد میں لیتے ہوئے کہتے چلیں سارے ہاؤس کو کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بڑی خوش اسلوبی سے ایک عمل شروع ہوا، اس کا پہلا verdict آیا 18 فروری کو، پھر formation of Government ہوئی اور 6 ستمبر تین بجے کے بعد جب صدارتی انتخاب کا عمل مکمل ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کوئی الزام نہیں لگا کہ Establishment مداخلت کررہی ہے یا کسی کو لایا جارہا ہے۔ بڑے عرصے کے بعد parliamentarians نے، electoral college نے اپنی مرضی سے، سو فیصدی elect کیا ہے۔ یہ بڑی بہتری کی طرف ہم جارہے ہیں اور دعا یہ ہے کہ عزت سے آگے جائیں۔ ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم ذمہ دار ہیں اور یہ ملک ہمیں سنبھالنا ہے کیوں کہ ملک بنایا تھا قائد اعظم محمد

علی جناح نے، خود بیرسٹر تھے، سیاستدان تھے اور ان کی فوج اس وقت کے مسلمان تھے۔ جی رضا ربانی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the House): I may interject in between because I have to leave at quarter to twelve for a little while.

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ پہلے interject کریں پھر Naek sahib is there.

Felicitations on Election of Mr. Asif Ali Zardari as President of Pakistan

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو صدر منتخب ہونے پر اور ان کی پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی کو مبارک باد دیتا ہوں اور مجموعی طور پر اپنے ملک کے عوام کو مبارک باد دیتا ہوں کہ ایک جمہوری طریقہ کار سے ہمارے ملک کے صدر کا انتخاب ہوا اور اس انتخاب میں انہیں ووٹ ملے اور وہ کامیاب ہوئے۔

میں مبارک باد دیتے ہوئے یہ عرض کروں کہ ہمارے ملک کے مسائل آج تمام parliamentarians کو معلوم ہیں۔ اب تو یہ ہے کہ ایک عام آدمی بھی آپ کو تمام challenges گنوا سکتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ سب سے پہلا مسئلہ Judiciary کی بحالی کا ہے، restorationاور reinstatement کا۔ ہم یہ clear بات کریں گے کہ ہمارے ملک میں جس طرح آمریت نے تین نومبر کو پانچویں مارشل لاء کے ذریعے Judiciary کو کچلا، usurpation ہوا، اس عمل کو، ان اقدامات کو جب تک ہم مسترد نہ کریں اور Judiciary کو اور چیف جسٹس افتخار کو بحال نہ کریں، اس وقت تک ہمارے تمام دوسرے مسائل کے حل کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔

اس کے ساتھ دوسرے اہم مسائل ہیں، ہمارے آئین میں جو آمریت نے تبدیلیاں لائی ہیں، اس آمریت کی تمام نشانیوں اور اقدامات کو مسترد کرنا ہے۔ 58(2)(b) اور 17 ویں ترمیم، نام نہاد سیکورٹی کونسل اور صوبائی خود مختاری کا مسئلہ جو سالہاسال سے پڑا ہوا ہے، ان کو حل کرنا

ضروری ہے۔ اس کے ساتھ انتہاپسندی اور دہشت گردی جو ہمارے ملک اور ہمارے عوام پر مسلط ہے، ہمارے عوام اس سے suffer کر رہے ہیں، مشکلات میں ہیں، اسی طرح انہی انتہا پسندوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں ملک کی sovereignty خطرے میں ہے۔ ہر روز یہ امکانات ہیں کہ ہمارا ملک ایک خطرناک جنگ میں شامل نہ ہو جائے۔ یہ مسائل اور ان مسائل کے ساتھ معاشی ترقی، مہنگائی کا خاتمہ، مجموعی طور پر law and order ہے، جیسی law and order کی موجودہ حالت ہے اس کو ختم کرنا اور صحیح معنوں میں ملک میں امن لانا، یہ بہت ضروری بات ہے۔ اسی طرح economic ترقی اور merit اور انصاف پر، جمہوری اداروں کے ذریعے اس ملک کو چلانا ہے۔ یہ بڑے challenges سامنے ہیں اور واضح ہیں۔ میں اس کو اس طرح کہوں گا کہ پارلیمنٹ کو با اختیار بنانے، Chief Executive وزیر اعظم کو با اختیار بنانے کے لیے موجودہ صدر جو آج منتخب ہوئے ہیں انہوں نے مدد کرنی ہے۔ اپنے لیے اختیارات حاصل نہیں کرنے۔ آمریت کے جو نام نہاد صدر تھے ان کی طرح اختیارات اپنے قبضے میں نہیں لینے اور غصب نہیں کرنا بلکہ مدد دینی ہے کہ جمہوری اداروں کو مضبوط کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Mian Raza Rabbani sahib, do you want to interject now or.....

پھر آپ نے ضروری میٹنگ میں جانا ہے۔ بہت سے دوست مبارک باد دینا چاہتے ہیں، وہ پھر فاروق نائیک صاحب follow کریں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں ان تمام دوستوں کا جنہوں نے ابھی مبارک باد دی اور ان تمام دوستوں کا جو بھی میرے بعد مبارک باد دیں گے۔ میں معذرت چاہتا ہوں، میں نے آپ سے پہلے عرض کیا تھا کہ مجھے تھوڑی دیر کے لیے، پونے بارہ بجے ہاؤس سے جانا پڑے گا، لہٰذا میں نے یہ موقع آپ سے لیا ہے۔

جناب چیئرمین، جناب آصف علی زرداری صاحب کا election جو 6 تاریخ کو عمل میں آیا، اس نے ایک بار پھر اس نئے راستے اور تاریخ کا، پاکستان کی سیاست کے اندر تعین کیا جو جنرل مشرف، آمر وقت کے جانے کے ساتھ مرتب کی گئی۔ وہ نئی تاریخ پاکستان کے عوام کی

تاریخ ہے، پاکستان کے عوام کی جدوجہد کی تاریخ ہے کیونکہ جنرل مشرف کا جانا اور جس طریقے سے عوامی قوت اور عوامی دباؤ کے ذریعے اور چاروں صوبائی اسمبلیوں اور پارلیمان کے دباؤ کی وجہ سے، Establishment کے ایک حصے کا اپنے آپ کو یوں اقتدار سے الگ کرنا، اس نے پاکستان کی تاریخ کے اندر ایک نئے باب کی opening کی ہے۔ اس میں عوام کی طاقتوں اور عوام کے representatives نے ایک آمر وقت کو مجبور کیا کہ وہ اقتدار سے الگ ہو۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے، 6 ستمبر کو جو ویسے بھی ایک تاریخی دن ہے، پاکستان کے عوام نے اپنی چاروں صوبائی اسمبلیوں اور پارلیمان کے ذریعے ۷۰ فیصد ووٹ ڈال کر اس بات کو ثابت کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اتحادی جماعتیں وفاق پاکستان کی representation کر رہی ہیں اور صحیح معنوں میں Article 41 کے تحت صدر پاکستان کو representative of the Federation ہونے کا جو اعزاز حاصل ہے، اس ۷۰ فیصد نے اس بات پر ایک مہر لگا دی کہ جناب آصف علی زرداری as President of Pakistan represents in actual fact the Federation of Pakistan.

جب وہ Federation of Pakistan کو represent کرتے ہیں تو یقیناً وفاق کی اکائیاں اور خاص طور پر وہ اکائیاں جو اپنے آپ کو اقتدار سے محروم سمجھتی رہی ہیں یقیناً ان کے مسئلوں کا حل کرنا، ان کا مداوا کرنا بھی ان کی اولین priorities کے اندر ہو گا۔

جناب والا! ہم جانتے ہیں کہ وفاق کو اس وقت بہت سے زخموں کا سامنا ہے، بہت سا ناحق خون بہا ہے، بہت سی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اپنے بچوں اور خاوندوں۔۔ جس کو پنجابی میں کہتے ہیں کہ "اڈیک" رہی ہیں لیکن ان کو ابھی تک ان کا سراغ نہیں ملا۔ یقیناً one of the first priorities of the President of Pakistan elect will be to heal the wounds in particular of the people of Balochistan. It will be the endeavour of the President to move forward, as expeditiously as possible, towards a political solution and opening up a political dialogue in Balochistan and restricting the FC in its actions that are being taken at the present moment.

جناب چیئرمین! یہاں یہ کہنا بھی بہت لازم ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی بالخصوص اور

عمومی طور پر Coalition Government 3rd November کے اقدام کو جو جنرل مشرف کا ہے، اس کو غیرآئینی اور غیرقانونی سمجھتی ہے اور Coalition Government کی پہلے دن سے یہ commitment ہے کہ وہ ایک آزاد اور independent عدلیہ کی طرف گامزن ہے اور وہ دو نومبر کی عدلیہ کو restore کرنے کی طرف بھی گامزن ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یقیناً نئے صدر مملکت کی priorities میں یہ بھی ہوگا کہ Article 58 (2) b جس پر ان کی اپنی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اپنے منشور کے اندر committed ہے اور جس پر مخلوط حکومت مجموعی طور پر committed ہے کہ اس کے خاتمے کی طرف بھی وہ وقت کے ساتھ آگے بڑھیں گے۔ ہم یہ بات علی الاعلان کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی led Coalition Government 17th Constitutional Amendment and the disbalance of power جو صدر اور پارلیمان کے درمیان رہا ہے اس کو correct کرنے کے لیے بھی آگے بڑھے گی۔ یقینی طور پر جب ہم یہ قدم اٹھائیں گے تو ہمیں across the board spectrum کی مدد کی ضرورت ہوگی اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ تمام اپوزیشن جماعتیں جو اس وقت اپوزیشن کے اندر بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہ بھی اس کام میں حکومت کا ساتھ دیں گی تاکہ پارلیمان کی بالادستی ہوسکے۔ President elect نے اپنے کل کے بیان میں بھی کہا ہے کہ میں پارلیمان کے under ہوں اور پارلیمان کے زیر رہ کر میں اپنا کام کروں گا۔

جناب والا! صوبائی خود مختاری ایک نہایت اہم مسئلہ ہے، پاکستان پیپلز پارٹی اور Coalition Government صوبائی خودمختاری کے لیے committed ہے اور یقیناً جب آئینی ترامیم آئیں گی تو ان میں صوبائی خودمختاری کا مسئلہ سرفہرست ہوگا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وفاق اسی وقت مضبوط ہو سکتا ہے جب صوبوں کو خودمختاری دی جائے۔ مرکز اپنا رول ادا کرے اور جو صوبے ہیں وہ اپنے resources کے مالک بنیں۔

جناب چیئرمین! آخر میں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ priority wise دیکھیں توغالباً صدر کی شاید juxtaposition میں ان کے سامنے تین ترجیحات ہوسکتی ہیں اور وہ میرے نقطۂ نظر میں نمبر ایک، ملک کے اندر امن عامہ یعنی law and order ۔ دوسرا اقتصادی صورتحال اور تیسرا powers between Parliament and Prime Minister ہے۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا

ہوں کہ

I am mindful of the fact that the Constitution makes the Chief Executive to be the Prime Minister but yet with the new President coming, we hope that he will give the direction so that the Government at the Federal level and in the provinces continue keeping these priorities in mind. Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: Col. Mashhadi Sahib to take the floor.

پھر ان کے بعد سعدیہ عباسی پھر میں ساروں کی طرف آؤں گا کیونکہ موقع ہے اور ساتھ دعا بھی کریں کہ خدا تعالٰی سب کی لاج رکھے، پاکستان کی بھی اور پارلیمنٹ کی بھی اور ہم کامیابی کی طرف رواں دواں ہوں کیونکہ بڑے عرصے کے بعد یہ full موقع مل رہا ہے۔

Senator Col (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much. Mr. Chairman! I on behalf of my leader Mr. Altaf Hussain Quaid -e-Tahrik, the Mutahida Qaumi Rabita Committee, MQM Senators, MNAs, MPAs and millions of MQM followers extend my heartiest congratulations to President elect Mr. Asif Ali Zardari on his thumping victory as the President of Pakistan.

The election of Mr. Asif Ali Zardari augurs well for Pakistan, for the people of Pakistan, for democracy in Pakistan and for a more unified, a more smooth running Pakistan in the future. He comes from a smaller province which is a good sign for the politics of Pakistan. The three smaller provinces showed, by their vote, their happiness over selection of a person from a smaller province and the vote count is clearly indicative that he is going to be a good guarantor of the Federation of Pakistan. He has shown ample qualities of head and heart that he wants reconciliation,

he wants unity, he wants peace, friendship, prosperity, He wants a modern dynamic Pakistan and his guidance should see us through and we always, as third or fourth largest party in Pakistan, assure the Pakistan Peoples Party of our undying support in all pro-democracy, pro-people, pro-Pakistan policies that they adopt in the coming five yers. We do this unconditionally. We have entered in the alliance in Province of Sindh for closer harmony, integrity and unity of all the nationals, peace which constitute the great province of Sindh. We have supported the PPP candidate for the Prime Ministership of Pakistan because we found him to be the best candidate and this again we did unconditionally and of course, Mr. Altaf Hussain's sagacity and wisdom is seen and his farsightedness is seen and is amply demonstrated by the fact that he was the one who first of all nominated Mr. Asif Ali Zardari for this coveted post and his choice has proven to be the correct one.

The people of Pakistan have given the mandate and we assure the PPP that we will fully support them, but they must now address the problems that confront the people of Pakistan. The high prices of consumer goods are breaking the back bone of poor people of Pakistan. Living standards and managing to keep body and soul together is becoming almost impossible and measures have to be adopted. More employment has to be found, the investment has to be brought back, the economy of Pakistan has to be put on the right track, the power of outages have to cease, electricity problem has to be addressed and most of all, the concurrent list has to be abolished immediately. The smaller provinces

have to be given more equitable, more just NFC award and provincial autonomy has to be granted as quickly as possible. We assure the new President of Pakistan, the Prime Minister of Pakistan and the Government of Pakistan which is the Pakistan Peoples Party dominated Government of Pakistan, we assure them of our undying support and help to achieve a better living standard for the people of Pakistan. The poor need to be given the due rights, the people of the smaller provinces need to be given their due rights. The active participation of the people has to be brought and they have to be empowered and they have to be brought in so that the Pakistani nation feels as one, votes as one and moves forward as one. Now is a perfect opportunity. We have the right man at the at helm of affairs, we have the right Government in power and we hope that the Government will carry on because it has amply demonstrated that it respects the mandate of the people, it respects the mandate of all the political parties which they have received and likewise we the smaller parties respect the mandate of the Pakistan Peoples Party. We certainly are very very happy and over joyed at the election of President elect Mr. Asif Ali Zardari as President of Pakistan. May Allah grant him the strength and the wisdom to lead us with courage and with wiseness. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Senator Saadia Abbasi.

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman! on behalf of the Pakistan Muslim League (Nawaz) I welcome the election and the victory

of Mr. Asif Zardari as the President of Pakistan. Today the Pakistan Peoples Party has the Government in the center. It has the Government in the three provinces and it is a part of the coalition Government in the Punjab. This is a historical opportunity for the PPP to set the country on the track of democracy and development. In this regard I hope the Government of Mr. Yousaf Raza Gillani will work towards the repealment of the 17th amendment, will work towards the complete restoration of all Judges of the superior judiciary including the restoration of Chief Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry. I hope that the Government of Mr. Yousaf Raza Gillani will work towards the development of the country to ensure the security of the country and to ensure that the people of Pakistan have a sustainable democratic system in this country. Finally, in all this, I think we should not forget the ultimate sacrifice of Muhtarama Shaheed Benazir Bhutto for the restoration of democracy in this country. The credit for this great victory of PPP no doubt goes to her ultimate sacrifice and this House should pay complete and full homage to her ultimate sacrifice. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

اس دن جب الیکشن ہو رہا تھا، میرا remark تھا کہ محترمہ has won in her death here سینیٹر رتنا چاولہ صاحبہ۔

سینیٹر رتنا بھگوان داس چاولہ، جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں عظیم لیڈر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو جن کی عظیم کاوشوں اور محنتوں سے آج ہمیں یہ جمہوریت کی پہلی کرن دیکھنے کو نصیب ہوئی۔ جناب چیئرمین! اس خوشی

کے موقع پر میں اب newly elected صدر آصف علی زرداری صاحب، چیئرمین بلاول بھٹو زرداری، بیگم نصرت بھٹو، بختاور اور آصفہ سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں امید کرتی ہوں کہ نئے صدر آصف علی زرداری صاحب اقلیتوں کو بھی وہی اہمیت دیں گے جتنی یہاں بسنے والی دوسری قوموں کو ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین : سینیٹر عبدالرشید صاحب۔ کاظمی صاحب آئیں گے۔ بہت سے نکات اٹھے تھے۔ ۵، ۶ سینیٹروں نے کہا تھا کہ ہم point of order پر بولنا چاہتے ہیں۔ کاظمی صاحب جب آ جائیں گے تو ان کو جو آپ نے سنانی ہے سنا دیں۔ جی عبدالرشید صاحب۔

سینیٹر عبدالرشید : شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی طرف سے اور پورے فاٹا کے سینیٹرز اور فاٹا کے عوام کی طرف سے نو منتخب صدر آصف علی زرداری کو صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ملکی حالات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو ایسے حالات میں اس اہم منصب پر فائز ہونا ایک عظیم امتحان اور آزمائش کا سامنا ہے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ نو منتخب صدر ملک کو جو لاحق مشکلات اور مسائل ہیں، خاص کر ہمارے فاٹا میں جو آج کل کے مسائل ہیں جس میں سب سے بڑا مسئلہ امن و امان کا ہے، میں توقع رکھتا ہوں کہ نو منتخب صدر اس ملک کے مسائل کے حل میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض منصبی کو صحیح معنوں میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کو اس عظیم امتحان اور آزمائش میں کامیابی سے سرفراز فرمائے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Prof. Ibrahim Sahib, please take the floor.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! اس موقع پر جبکہ ملک میں جمہوریت کی مکمل بحالی کی نوید سنائی گئی ہے، میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو صدر پاکستان منتخب ہونے پر اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! اس وقت وفاق میں بھی PPP کی قیادت میں حکومت بنی ہے اور چل رہی ہے اور دو صوبوں میں بھی PPP کے ہاتھ میں صوبائی حکومتوں کی قیادت

ہے جبکہ ہمارے صوبے میں ان کی اتحادی جماعت عوامی نیشنل پارٹی کی قیادت میں حکومت ہے اور پنجاب کی حکومت پاکستان مسلم لیگ (نواز) کے ہاتھ میں ہے۔ دو صوبوں اور وفاق میں پیپلز پارٹی کے ہاتھ میں قیادت کی صورت میں ان پر ایک بہت بڑا امتحان آن پڑا ہے۔ ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور جناب آصف علی زرداری صاحب کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ اس ملک میں قانون کی حکمرانی قائم کر سکیں اور اس ملک کو قانون اور آئین کے مطابق چلا سکیں۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اصل مسئلہ ہمارے ہاں قانون کی حکمرانی کا فقدان ہے۔ اگر پاکستان میں قانون کی حکمرانی قائم ہوگئی تو باقی سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں لیکن باقی سارے مسائل خود حل ہوئے اور قانون کی حکمرانی قائم نہ ہوئی تو مجھے یقین ہے کہ نہ امن و امان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اقتصادی صورتحال بہتر ہوسکتی ہے۔ عدل و انصاف سب کے لیے شرط ہے اور عدل و انصاف قانون کی حکمرانی کے ذریعے ہی قائم ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ افتخار محمد چوہدری صاحب کا اس جمہوریت کی بحالی میں بہت بڑا کردار ہے۔ 9 مارچ 2007 کو انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے اصل میں وہاں سے حالات کا رخ تبدیل ہوا ہے۔ اگر وہ واقعہ نہ ہوتا تو یا جناب افتخار محمد چوہدری اس وقت رل مل جاتے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ صورتحال نہ ہوتی جس صورتحال میں اس وقت ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ صورتحال انتہائی مخدوش اور گھمبیر ہوتی اور جناب چیئرمین! 23 نومبر 2007 کو جو واقعات ہوئے ہیں، جناب محترم قائد ایوان نے ان کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ وہ 17 ویں ترمیم کو بھی ختم کریں گے اور 58 (2) (b) کو بھی ختم کریں گے اور عدلیہ کو بھی 2 نومبر کی position پر بحال کریں گے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ 23 نومبر 2007 کو جو کچھ ہوا تھا حکومت اور پارلیمنٹ کے وجود میں آنے کے فوراً بعد حکومت کا سب سے اولین فریضہ یہ تھا کہ وہ 23 نومبر کے اقدام کو اس پارلیمنٹ کے سامنے پیش کرتی اور اس پارلیمنٹ سے توثیق لیتی کہ 23 نومبر کے اقدام کو وہ آئینی اور قانونی توثیق دینا چاہتی ہے یا نہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک یہ کام نہیں ہو سکا اور جس طرح پانچ سالوں میں تمام سیاسی جماعتیں بشمول ہم کامیاب نہیں ہو سکے، افتخار محمد چوہدری صاحب کی جراٴت کی وجہ سے یہ حالات پیدا ہوئے۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ

اس کا تذکرہ کروں۔

جناب چیئرمین! پرسوں جو کچھ ہوتا رہا سرحد اسمبلی میں، میں حکومت کے notice میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اصل میں ان واقعات سے حالات ایسا رخ اختیار کر جاتے ہیں کہ اس کے بعد پھر جمہوریت کی گاڑی پٹڑی پر نہیں رہتی۔ کل ٹی وی چینلز پر سرحد اسمبلی کے بارے میں دکھایا جاتا رہا کہ صدارتی انتخاب میں ووٹ کی پرچیاں محترم وزیر اعلیٰ صاحب بھی اور دوسرے ممبران بھی ایک دوسرے کو دکھا رہے ہیں جو جمہوریت کی کھلی نفی ہے۔ اس بات کا notice لینا بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! پنجاب میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر صاحب کے کئی دنوں سے بیانات آ رہے ہیں اور اس کے جواب میں پاکستان مسلم لیگ کو بھی اپنے ترجمان جناب رانا ثناء اللہ، وزیر قانون صوبہ پنجاب کو میدان میں لانا پڑا۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ یہی واقعات ہوتے ہیں جن سے جمہوریت کی گاڑی پٹڑی سے derail ہوجاتی ہے۔ بحسن خوبی ان واقعات کا نوٹس لینا اور ان سے نمٹنا حکومت کے فرائض میں شامل ہیں۔

جناب چیئرمین! آخری دو باتیں مختصراً عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک بات تو محسن پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ محسن آج تک گھر میں نظر بند ہے، اس کی آزادی کا آج ہی اعلان ہونا چاہیے اور ان پر تمام قسم کی پابندیاں ختم ہونی چاہئیں۔ عدلیہ کی آزادی کے ساتھ ساتھ اور عدلیہ کی آزادی صرف ججوں کو reappoint کرنا نہیں جس طرح عبدالرحیم مندوخیل صاحب بار بار توجہ دلا رہے ہیں کہ reinstate کرنا اور افتخار محمد چوہدری صاحب کو دوبارہ بحال کرنا ضروری ہے۔ محترم وزیر قانون صاحب کے بیانات ان محترم ججوں کے بارے میں جیسے آ رہے ہیں، وہ توہین آمیز ہیں، اس لیے میری ان سے یہ درخواست ہوگی کہ جناب مندوخیل صاحب جو بار بار کہہ رہے ہیں، میں بھی اپنی آواز ان کی آواز میں ملانا چاہتا ہوں کہ ججوں کو بحال کیا جائے، ان کی دوبارہ تقرری نہیں بلکہ ان کی بحالی ہونی چاہیے۔

آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ باتیں ہم پہلے بھی کہتے رہے ہیں، شاہراہ جمہوریت

پر رکاوٹیں ہیں۔ معنوی رکاوٹیں بھی ہیں اور مادی رکاوٹیں بھی ہیں۔ معنوی رکاوٹوں کا تذکرہ بہت ہوتا ہے لیکن مادی رکاوٹوں کا تذکرہ کچھ عرصہ پہلے ہمارے فاضل دوست انور بیگ صاحب کرتے تھے لیکن اب وہ بھی نہیں بول رہے ہیں۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ شاہراہ جمہوریت پر جتنی رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں، جتنی چیک پوسٹیں بنائی گئی ہیں، جتنے barriers بنائے گئے ہیں، ان سب کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ یہ پارلیمنٹ کے سامنے کی شاہراہ جس پر پریڈ ہوتی ہے اس کو بند کیا گیا ہے اور اس طرف نہ عوام آ سکتے ہیں اور نہ ہم آ سکتے ہیں، اس کو کھول دیا جائے۔ پارلیمنٹ لاجز کے گیٹ سے باہر ایک طرف بھی رکاوٹیں اور دوسری طرف بھی رکاوٹیں ہیں۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ اگر جمہوریت بحال ہو چکی ہے تو یہ کام بھی ہونا چاہیے کہ ان تمام رکاوٹوں کو فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انور بیگ صاحب نہیں ہیں ورنہ وہ جواب دیتے۔ میرے خیال میں رمضان کے احترام میں انہوں نے بہت خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ مولانا حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب والا! یہ صدارتی election بڑی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوا جس کے نتیجے میں جناب آصف علی زرداری صاحب دو تہائی اکثریت سے بھی زیادہ ووٹ لے کر کامیاب ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی عوام کے منتخب اداروں نے 6 ستمبر کو آمریت کے 9 سالہ تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ جو جمہوریت کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے، جمہوری ادارے بحال ہوگئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان اداروں کو استحکام بخشے اور coalition حکومت کو اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ نئے صدر کو بہت سارے challenges درپیش ہیں بلکہ ہمارے ملک کو نئے challenges درپیش ہیں۔ ان challenges کا مقابلہ بھی اسی طرح یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں کرنا ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ یہاں پاکستان کو جو درپیش ہے اس وقت، وہ امن و امان کا مسئلہ ہے۔ بیرونی مداخلت ہے، اندرونی طور پر ہمارے حالات درست نہیں ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا challenge ہے۔ جناب چیئرمین! کسی ریاست میں اگر امن قائم نہ

ہو تو اس ریاست میں معیشت مستحکم نہیں ہو سکتی۔ اس ریاست میں anarchy پھیلتی ہے۔ جناب آصف علی زرداری صاحب اور پیپلز پارٹی جو اس coalition میں ایک major party ہے اس کی ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے اور انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے، coalition کو بھی اور اپنے تمام پاکستانی بھائیوں، کو پوری قوم کو اعتماد میں لیتے ہوئے یقیناً انقلابی فیصلے کرنے ہوں گے۔

جناب والا! خاص طور پر خارجہ پالیسی کے حوالے سے جو آمر وقت نے پالیسیوں کو ترتیب دیا تھا اور ان پالیسیوں کے نتیجے میں آج ہمارا ملک جن مسائل کا شکار ہے، مجھے توقع ہے یقین ہے کہ آصف علی زرداری صاحب ان پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لیں گے۔ ان پالیسیوں میں انقلابی اور جرأت مندانہ تبدیلیوں کا اعلان کریں گے۔ بہرکیف اس وقت توانائی کا بحران بھی ہے اور کل خود مجھے اپنے علاقے سے فون آیا کہ یہاں پر بجلی کے تمام فیڈر بل کے نام پر بند کئے گئے ہیں۔ بہرحال ان ساری چیزوں کا ہمیں خیال رکھنا ہے۔ اسی طرح ہمارے اقتصادی ہمارے مسائل ہیں، مہنگائی اور بے روزگاری خاص طور پر اور حالت یہ ہے کہ غریب لوگ خودکشی پر مجبور ہوگئے ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ آصف علی زرداری صاحب اپنی پالیسیوں میں ان تمام چیزوں کو شامل کریں گے۔ آئندہ پانچ سالوں میں وہ ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا تعاون اس وقت تک ان کے ساتھ رہے گا جب تک وہ ملک و قوم کی ترقی کے لیے کوشاں رہیں گے اور خاص طور پر خارجہ پالیسی میں انقلابی تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اسکے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی محمد انور بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حالیہ صدارتی انتخاب میں جناب آصف علی زرداری کے منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، میرے قائد چوہدری شجاعت حسین صاحب نے اور سید مشاہد حسین جو امیدوار تھے انہوں نے بھی سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ اپنی ناکامی کے باوجود کامیاب ہونے والے آصف علی زرداری صاحب کو

مبارکباد پیش کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی روایت ہے اور ایک کامیاب کو کامیاب سمجھنا اور اس کو مبارکباد پیش کرنا ایک جمہوری روایت ہے' جو جناب مشاہد حسین صاحب نے اپنے رزلٹ کے announce ہونے کے فوراً بعد دی تھی اور ہم بھی ان کے ہمنوا ہیں اور ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ آصف علی زرداری پاکستان کے صدر بن گئے ہیں لیکن ان کو پاکستان کا صدر بننا چاہیے۔ یہی توقع قوم اور عوام ان سے رکھتی ہے کہ جب کوئی اتنے بڑے منصب پر فائز ہوتا ہے تو پھر اس کو اس کے مطابق ہی عملدرآمد کرنا چاہیے۔ جب بھی کوئی آدمی' ایک ایم پی اے ہوتا ہے' نیشنل اسمبلی کا ممبر ہوتا ہے' سینیٹ کا ممبر ہوتا ہے تو اس کی کیفیت اپنے ذاتی کردار سے بالکل بدل جاتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آصف علی زرداری وہ آصف علی زرداری نہیں ہونگے جو پہلے تھے۔ آصف علی زرداری ایک مختلف آصف علی زرداری نکلیں گے۔ وہ اپنے آپ کو ملک و قوم کا صدر ثابت کریں گے۔ سندھ نے' تمام ممبران نے ان کو support کیا اور کسی اور کو ووٹ نہیں دیا لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پنجاب کے بھی صدر ہیں' وہ بلوچستان کے بھی صدر ہیں' وہ فرنٹیئر کے بھی صدر ہیں' سندھ کے بھی صدر ہیں' سارے ملک کے صدر ہیں' سارے ملک کا صدر بن کر ان کو کردار ادا کرنا ہوگا۔ ملک کے مسائل بہت گھمبیر ہیں۔ اس وقت صدر بننا کوئی آسان کام نہیں ہے' ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی situation خراب ہے۔ ہمارے ہاں باہر سے مداخلت ہو رہی ہے۔ اس وقت ہماری سرحدوں کو خطرات لاحق ہیں۔ ہماری internal اور external پالیسیوں میں بہت سے challenges ہیں۔ ان سارے challenges کو قبول کرنا ہے اور قبول کر کے ان کا حل تلاش کرنا ہے' گرانی کا حل تلاش کرنا ہے' ان مسائل کے ساتھ ساتھ' جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ جو مسائل اور جو اقدام بھی اس طرف سے آئیں گے جو اچھے اقدام ہیں ہم ان کی support کریں گے اور جو ہماری نظر میں درست نہیں ہونگے ہم ان کی مخالفت کریں گے۔

جناب والا! میں ایک عرض کرتا چلا جاؤں کہ بہت زیادہ توقعات وابستہ کرنا میرے خیال میں اتنا مناسب نہیں ہوگا۔ زرداری صاحب کو آئینی head ہونا ہے۔ سب اختیارات یوسف رضا گیلانی صاحب کے پاس ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا کہ جو ہمارا آئین کہتا ہے' جو ہمارے آئین میں mandate دیا گیا ہے' اس mandate کو قائم کرنے کی کوشش کی جائے اور

صدر ایک constitutional head کے طور پر کردار ادا کریں اور وزیراعظم Executive head کے طور پر اپنے فرائض سرانجام دیں۔ اگر ہم نے یہ توازن قائم رکھا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے 1973 کے آئین کا احترام کیا۔ ہم 1973 کے آئین کو قائم رکھنے کے اور اس کو رائج کرنے کے علمبردار ہیں۔ مجھے امید ہے اور مجھے توقع ہے کہ جیسے جمہوری اداروں میں اور جمہوریت میں ہوتا ہے کہ وہ اپنا آئینی کردار ادا کریں اور وزیراعظم اپنا Constitutional role ادا کریں گے اور دوسرے ادارے اپنا اپنا رول ادا کریں گے۔ آئین کے مطابق ملک چلے، آئین کی حکمرانی ہو، عوام کی حکمرانی ہو تو پھر میرا خیال ہے کہ یہ ملک آگے چل پڑے گا اور ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ اس امید کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں پاکستان کو مستحکم کرنے، پاکستان کے لیے یہ نیک فعال ہو، پاکستان پھلے پھولے اور پاکستان کے مسائل حل ہوں۔ میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور اجازت چاہتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, Senator Azam Swati please take the floor.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میں قائد ایوان جناب رضا ربانی صاحب کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں نے اس وفاق کو قائم رکھنے اور پھلنے پھولنے کے لیے حکومت کی طرف سے جن ترجیحات کا ذکر کیا میں سمجھتا ہوں کہ آج اس Federation کو اس کی اصلی حالت میں، اس کی بقا کے لیے ایک ضمانت کے طور پر وہ ترجیحات انتہائی اہم ہیں۔ مجھے وہ وقت یاد ہے جب اس ملک کی قیادت نے باہمی اتفاق سے ایک آئین بنایا تھا اور جس کے متعلق خود ذوالفقار علی بھٹو نے یہ کہا کہ "it is a bed rock which no season flood can sweep away, it is uncompatible with frenzy and violence". بدقسمتی سے اس کے بعد اس ملک نے دو بدترین آمروں کو دیکھا، آج خدا کا شکر ہے کہ 160 ملین غیور پاکستان میں بسنے والے عوام اور ہماری ساری سیاسی قیادت نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان آمروں کو دفن کر کے رکھ دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ

it is a dawn of new era which is emerging in Pakistan and I am completely

hopeful that we will all strive towards the destiny, destiny that the people of Pakistan want. We want to establish the harmony which is the will and the inspiration of the people of Pakistan

مجھے یقین ہے کہ ہماری coalition حکومت اس 1973 کے آئین کو عوام. اور سیاسی قائدین کی خواہشات کی ترجمانی کرتے ہوئے دوبارہ بحال کرے گی۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان ایوانوں میں رہنے والے، بولنے والے اور عوام کی ترجمانی کرنے والے قانون کی اور انصاف کی مکمل طور پر پاسداری کریں گے کیونکہ ان ترجیحات کے ساتھ ینسلک ہیں کہ ہم اپنے آپ کو قانون کے تابع کریں تاکہ ہمارے تھانے، ہماری عدالتیں، ہمارے پٹوار خانے، اسی طرح قانون کے تابع ہوں اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ اس ایوان میں رہنے والے، بسنے والے، بولنے والے اور عوام کی ترجمانی کرنے والے اپنے آپ کو قانون اور انصاف کے تابع کر دیں۔

میں اپنی طرف سے اور جمعیت العلماء اسلام مولانا فضل الرحمٰن گروپ کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے جناب آصف زرداری صاحب کو ان کی اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس عزم کا پھر اعادہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ پاکستان قائم ہے اور قائم رہے گا۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Mr. Javed Ashraf Sahib, please take the floor.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Mr. Chairman, on behalf of my party, Pakistan Muslim League and myself, I congratulate Mr. Asif Ali Zardari for having been elected the President of Pakistan. He is no longer the President of his own party but he will now have to be the President of all of us that is of the entire country and in that I just want to highlight two major challenges which are steering us in the face today.

Pakistan is in grave situation on two accounts. One is the raging insurgency on our Northern borders and the consequent wave of terrorism

and second is deteriorating economic situation, falling rupee value and the dwindling foreign exchange reserves. We hope that he will contribute towards solving of these problems by the government to the best of his ability so that we can all benefit and prosper.

In all his endeavours which will be meant for the national benefit, we promise him full cooperation on our behalf. Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you, Senator Rahat Hussain, please take the floor.

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم۔ شکریہ جناب چیئرمین، میں اپنی اور اپنی جماعت، جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے چھ ستمبر کے صدارتی الیکشن میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو بحیثیت صدر پاکستان منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! جس طرح ہم کافی عرصے سے اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ صدر محترم وفاق کی علامت ہوا کرتے ہیں تو ہماری توقع اور امید یہ ہے جناب آصف علی زرداری صاحب سے کہ وہ اس مملکت کے استحکام کے لیے اور اس ملک کو crises سے نکالنے کے لیے اور آئین اور قانون اور ان کی تنفیذ کے لیے بلا تفریق اپنی توانائیاں بروئے کار لائیں گے۔

جناب چیئرمین! لمبی چوڑی تقریر مناسب نہیں، یہ صرف مبارکباد کا وقت ہے لیکن میں آپ کے سامنے محمدالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دے کر ارباب اختیار سے توقع کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اور اپنا منہج بنا کے کام شروع کریں تو اللہ رب العالمین کا تعاون اور نصرت شامل حال رہے گی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عادل حاکم اور بادشاہ اللہ رب العالمین کا سایہ ہوا کرتا ہے لیکن جب وہ انصاف اور عدل قائم کرے اور انصاف کے ساتھ حکومت کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ اسلام میں صلہ رحمی ہر ایک کا حق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا" اگر سمندر کے کنارے کتا

بھی بھوک اور پیاس سے مرجائے تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے عمر جواب دہ ہوگا"۔ ہماری یہ توقع ہے کہ نئے صدر صاحب انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اپنا بھر پور کردار ادا کریں گے اور ہماری دعا ہے کہ ملک جن حالات کا شکار ہے اور جن حالات کا ہم مقابلہ کر رہے ہیں اس ملک کو ان حالات سے نکالنے کے لیے ہم سب پاکستانیوں کا اور تمام political پارٹیوں کا فرض بنتا ہے لیکن جس کے ہاتھ میں زیادہ اختیار ہو اس سے ہم زیادہ توقعات کر سکتے ہیں۔ آخر میں ہم اس کو پھر مبارکباد بھی دیتے ہیں اور ان سے توقع کرتے ہیں کہ اس ملک کے اندر آئین کی بالا دستی قائم کرنے میں اپنی بھرپور کوشش اور اپنے اختیارات استعمال کریں گے۔ شکریہ جی۔

Mr . Acting Chairman: Thank you , Senator Razina Alam Sahiba.

سب کی باری آ رہی ہے۔ جنھوں نے پہلے نام دیئے ہیں ان کا نام پہلے آ گیا۔ Come first, serve first.

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب چیئرمین صاحب، میں آپ کی وساطت سے---

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، لیکن جناب اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہم ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت کل تیرہ سینیٹر تھے۔ اس لحاظ سے اگر میرا آخر میں نام ہوگا تو تیرھواں ہونا چاہیے۔ اب تو میں چھبیسویں نمبر پر ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، نہیں چھبیس نہیں لیاقت بنگزئی صاحب۔ آپ کا نمبر انشاء اللہ آ رہا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، اگر آپ کی نظر شفقت نہ پڑی تو پھر تو---

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، نہیں میری تو سب پر نظر شفقت ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میرے پیچھے اور میرے آگے سے کافی لوگ گواہیاں دے رہے ہیں کہ میرا نمبر ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پھر میں غلط ہوں۔ معاف کر دیں۔ رمضان میں مجھ پر رحم کھائیں۔

Senator Liaqat Ali Bungalzai: It doesn't matter.

بس میں نے احتجاج ریکارڈ کروایا ہے۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کی وساطت سے جناب آصف علی زرداری صاحب کو اور ان کی پارٹی کے تمام اراکین کو ان کے صدرمنتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ صدر کا عہدہ جناب والا! وفاق کی علامت ہے اور جیسا کہ ہمارے پارٹی لیڈر نے بھی یہ بات مبارک باد کے ساتھ کہی کہ ہمیں امید ہے کہ نومنتخب صدر صاحب اس چیز کا خیال رکھیں گے کہ وہ وفاق کے صدر ہیں، وفاق کی علامت ہیں اور پورے ملک کے صدر ہیں۔ وہ کسی بھی صوبے سے بڑھ کر ملک کے لیے ملک کے صدر کا کردار انشاء اللہ ادا کریں گے۔

جناب والا! سندھ میں آج چھٹی تھی اور ان کا یہ اقدام کہ انہوں نے یہ چھٹی منسوخ کی بہت اچھا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں اتنے مسائل ہیں اور ان کے حل کے لئے بہت کچھ کرنا ہے، بہت سے challenges ہیں جو ہماری قوم اور اس ملک کو درپیش ہیں۔ سو ان کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے میں یہ ضرور کہوں گی اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی ہر قسم کی celebrations میں چھٹی نہ ہو بلکہ کام کے ذریعے وہ celebration منائی جائیں۔

جناب والا! پارلیمنٹ کا ایک مشترکہ اجلاس ہوتا ہے جس سے صدر محترم خطاب کرتے ہیں۔ وہ بہت عرصے سے شور وغل کی علامت بن چکا ہے۔ وہ گو بابا گو سے شروع ہوا تھا اور آج تک یہ جاری ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسی دور میں یہ ختم بھی ہو اور ایک ایسا مشترکہ اجلاس جس میں صدر خطاب کریں وہ منعقد ہو جس میں شور وغل نہ ہو اور صدر مملکت کی باتیں غور سے سنی جائیں۔

آخر میں، میں یہ کہوں گی جناب والا! کہ قوم نے ایک بڑا mandate دے کر ان پر اعتماد کا جو اظہار کیا ہے مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ وہ اس اعتماد پر پورا اتریں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, Abdul Khaliq Pirzada Sahib, Please take the floor.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ کا بہت شکریہ۔ تمام

پارٹی لیڈر اور اکثر ممبران، ہمارے بھی پارٹی لیڈر جو اس وقت موجود ہیں، ان سب کی طرف سے مبارکباد دی گئی۔ موضوع کافی حد تک بیان ہو گیا ہے لیکن آج صرف مبارکباد کا دن نہیں ہے صاحب۔ آج مبارکباد کا دن بھی ہے، آج نصیحت کا دن بھی ہے، آج دعا کا دن بھی ہے، آج بہت مبارک دن ہے کہ ہم اس پاکستان کی قوم، ایک سو ساٹھ ملین لوگوں کی---

جناب قائم مقام چیئرمین، سینیٹر بادینی صاحب! وہ نصیحت کا دن کہہ رہے ہیں ذرا نصیحت سنیں۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ، ایک سو ساٹھ ملین کی آبادی، جس آبادی کے ساتھ پوری دنیا کے ڈھائی تین ارب مسلمانوں کے دل دھڑکتے ہیں، ان 160 million لوگوں کی مایوسیوں، چیخوں اور چنگھاڑوں میں یہ ۶ ستمبر کا دن ایک نئی کرن کی امید لے کر ابھرا ہے۔ اس کو سہارا دینے کے لیے بہت بڑے بڑے مضبوط کاندھے چاہییں۔ صاحب، بہت لمبے لمبے ہاتھ دعاؤں کے لیے چاہییں، بہت بڑی بڑی کوششیں کرنی ہوں گی تاکہ اس بھرم کو، اس عزت کو برقرار رکھا جائے۔ صاحب! ایک طرف قصر صدارت ہے، ایک طرف قصر ریاست ہے، ایک طرف قصر عدالت ہے، ایک طرف قصر انصاف ہے، ایک طرف قصر عوام ہے، ایک طرف قصر مجلس شوریٰ ہے، ایک طرف قصر مقننہ ہے، ایک طرف قصر مجلس انتظامیہ ہے اور ایک طرف کمزور سے کاندھے ہیں جن کو بہت سے بھائیوں کی مدد، سہارے اور تائید کی ضرورت ہے۔ وقتی تائید کی نہیں ہے ہمیشہ کی تائید کی اور ہمیشہ کی نصیحت اور ہمیشہ کی تنقید کی ضرورت ہے تاکہ گاڑی جو جمہوریت کی شاہراہ پر ہے، وہ اپنے راستے پر صحیح چلتی رہے اور ادھر ادھر نہ ہو جائے۔

1947 میں سندھیوں نے مہاجروں کو سینے سے لگا کر ایک محبت کا ثبوت دیا تھا، آج تحریک قائد الطاف حسین نے زرداری صاحب کو ان کا نام اس ملک کے عوام کے دلوں اور دماغ میں پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ 60/61 سال کے بعد بھی سندھی اور مہاجروں میں اتحاد اور وہ محبت قائم ہے اور جب تک یہ محبت مضبوط نہیں ہوگی، یہ ملک نہیں چل سکتا ہے۔ اس کے لیے تمام محبتوں کو جمع کر کے ان چھوٹی چھوٹی محبتوں کی قربانی دے کر، اس ملک کو بڑی محبت کی قربانی دینی ہوگی اور سب سے بڑی جماعت جس کو عوام نے پسند کیا ہے، جس کی تائید کی

ہے ، اس کا ساتھ دینا ہوگا ، اس کو نصیحت بھی کرنی ہوگی ، اس کو دعا بھی دینی ہوگی۔ ایک طرف تو صاحب ہم تقریر وغیرہ نہیں کرنا چاہ رہےہیں ہم تو یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ قصر صدارت کے سامنے، معیار اکثریت کے سامنے ، معیار عدالت پڑا ہوا ہے ، معیار آئین و قانون پڑا ہوا ہے ، معیار معیشت پڑا ہوا ہے ، معیار اخلاق پڑا ہوا ہے ، معیار مہنگائی پڑا ہوا ہے ،معیار امن و امان اور سرحدوں کی حفاظت پڑی ہوئی ہے ،معیار صوبائی خود مختاری پڑا ہوا ہے ،معیار استقرار کرنسی ، نوٹوں اور پیسوں کا پڑا ہوا ہے ، معیار بقائے قومی اتحاد پڑا ہوا ہے ،معیار بجلی اور پانی پڑا ہوا ہے۔معیار 73ء کا آئین پڑا ہوا ہے ،معیار سمگنگ ، معیار رشوت اور معیار غبن پڑا ہوا ہے اور معیار حفاظت شاہراہ جمہوریت پڑا ہوا ہے ۔اب اس کے لیے دلوں کی ، دماغوں کی ، فکر کی ، سوچ کی، محبتوں کی ، تمام چیزوں کی قربانی دینی ہوگی ورنہ یہ آئین چلے گا نہ یہ ہاؤس چلے گا نہ وہ ہاؤس چلے گا اور نہ قصر صدارت کامیاب ہوگا۔سب کو مل کر اس شخص کے کمزور کاندھوں کو سہارا دینا ہوگا تاکہ یہ شاہراہ جمہوریت صحیح معنوں میں ، شاہراہ جمہوریت کے لائق ہو ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس فیڈریشن ، قومی اتحاد ، تفاہیم یکجہتی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس آدمی کے ہاتھ میں وہ جادو کی چھڑی دے دیں جس سے قوم کی تقدیر بدل جائے ۔بس میں یہی کہنا چاہتا ہوں ۔ آپ کی بڑی مہربانی ، آپ نے مجھے اتنا برداشت کیا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Acting Chairman: Senator Javed Leghari Sahib.

Senator Dr. Javed R. Leghari: Mr. Chairman, first of all let us honour and remember Mst. Benazir Bhutto who gave her life, the ultimate sacrifice so that complete democracy could be restored in Pakistan. We also congratulate and thank the people of Pakistan and the members of the Parliament for electing Mr. Asif Ali Zardari as the President of Pakistan with a very heavy majority. The President is a symbol of Federation and Mr. Asif Ali Zardari , through a heavy support and representation of all

the four Provinces of Pakistan, has demonstrated the fact that Mr. Zardari is a symbol of Federation. We celebrate but we must move on beyond the celebrations. For now is the time for all of us to work together for the betterment and prosperity of Pakistan. Mr. Zardari has, very wisely yesterday, called off the public holiday in the province of Sindh which was called to celebrate the victory of Pakistan Peoples Party and its coalition partners to win the coveted seat of Presidency. But the message was very clear that it is not the time to celebrate when this nation is faced with numerous challenges and tasks. Let us take on this opportunity and try to resolve the problems of the People of Pakistan. In particular we are faced with the law andorder situation, security threat and with major economic problems. *Inshallah* the PPP led government, along with its coalition partners, will be able to take on all the problems and tackle them so that Pakistan becomes a developed and prosperous country. We, along with our coalition partners, will implement the manifesto, the manifesto of the People so that we can move ahead and join the nations of the developed countries. So, we congratulate again this nation and the People of Pakistan and we thank everyone for choosing Mr. Asif Ali Zardari as the President of Pakistan. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you Javed Leghari Sahib. Hafiz Rashid Sahib please take the floor. Dr. Said is the next speaker.

سینیٹر عبد الرشید ، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بڑی خوشی کا دن ہے۔میں خود اور اپنے FATA اراکین سینیٹ کی طرف سے آصف علی زرداری صاحب کو

بھاری اکثریت سے صدر پاکستان منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آصف علی زر داری صاحب قوم اور عوام کی توقعات پر پورا اتریں گے۔ انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے آصف علی زر داری اور پیپلز پارٹی کی حکومت سے توقع کرتا ہوں کہ موجودہ بحرانوں، امن و امان، مہنگائی، corruption اور توانائی جیسے مسائل پر خصوصی توجہ دیں گے۔ ملک اور قوم کو آگے بڑھائیں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Senator Said Sahib.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman, it is really an honour to congratulate Mr. Asif Ali Zardari on his election as the 12th President of the Islamic Republic of Pakistan. I am very pleased Mr. Chairman that Zardari Sahib has not come with the force of the bullet like Ayub Khan, like Yahya Khan, like Ziaul Haq and Pervez Musharraf. He has definitely come with the force of the peoples' vote and he has the peoples' mandate.

Mr. Chairman, you would agree with me that his election has come at a time when the country is passing through a lot of problems rather I should say he has come at a time when the country is in a real shambles. We have the legal crisis, we have the law and order situation, we have the American forces bombing our civilians in Waziristan and Bajaur. Mr. Chairman, you would agree with me, it has come after the American invasion on Afghanistan and after we have joined the so called war on terror. Mr. Chairman, the legal crisis that you have and the war on terror, these are the two unfortunate legacies that we have inherited from

Pervaiz Musharraf. We hope that you will bring radical change on these two issues. We can not expect and you should not expect miracles. So, as far as the prices are concerned much of this is due to the oil crisis, much of this is due to external pressure but these two issues that I narrated to you, the legal crisis and the war on the terror, can really be solved with a simple Executive order. We have the restoration, we must have the restoration of judiciary, as it was on the second of November, 2007 and we should have the withdrawal from the so called war on terror.

Mr. Chairman, I also have a word of warning, the two major parties that you have in the Parliament, the Peoples Party and the Muslim League (Nawaz Group). The democracy is now in the hands of these two parties and it is on record that these parties have had it. They do not have had a very good track record of the Parliamentary relationship. Mr. Chairman, these two parties have to keep their pledge for running the country on democratic lines and if unfortunately, democracy is once again derailed and a military adventure comes in, the two parties will really be responsible for the tragedy.

Mr. Chairman, people are expecting at least an immediate action on three issues.

1. Restoration of the 2nd November's Judiciary as it was in 2007.
2. The immediate stopping of the American and PAF bombing on the civilians in Waziristan and Bajaur area.
3. The immediate removal of all restrictions on the movement of our national hero that is Abdul Qadir Khan.

Mr. Chairman, with these words, I once again offer my very sincere felicitations to Mr. Zardari on his election as President and also I would like to extend my congratulations to the Peoples Party for the election of their candidate as the President of the country. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman: Thank you Raza sahib. Raza Sahib please take the floor.

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! میں نے آصف علی زرداری صاحب کو پاکستان کا صدر منتخب ہونے پر پشتونخواہ ملی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنی مبارک باد پیش کی ہے۔ اسی طرح اس ملک میں پشتون بلوچ، سندھی اور سرائیکی محکوم اقوام کی تحریک، پونم کے قائدین نے بھی مبارک باد دی ہے۔ اے پی ڈی ایم جو اس ملک کی جمہوری تحریک ہے تمام عوام کی، ان کے قائدین نے بھی مبارک باد دی ہے۔ اور بھی دوستوں اور دنیا سے بہت ساری مبارک باد آرہی ہے۔ مبارک باد دینے والوں کی تعداد ویسے بھی بہت زیادہ ہے۔ مبارک باد چاپلوس بھی دیتے ہیں، منافق بھی دیتے ہیں، ہر قسم کے لوگ مبارک باد دیتے ہیں اور سچے مخلص دوست بھی مبارک باد دیتے ہیں۔ جناب والا! میں اپنی پارٹی کی طرف سے مبارک باد پر اکتفا کرتے ہوئے جناب زرداری صاحب کے حق میں دعا کروں گا کہ خداوند تعالیٰ ان کو اس ملک کا ایک آئینی عادل حکمران بننے کی اور ایک نمائندہ صدر بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب آصف علی زرداری خود بھی شہیدوں کی پارٹی کے قائد ہیں اور یہ جو ان کا منصب صدارت پر اس وقت منتخب ہونا ہے، اس کے پیچھے بہت بڑی تحریک ہے۔ اگر ہم ان نو سالوں کی کوئٹہ کی تحریک کو لے لیں جو 27 اپریل 2000 کے شہداء سے لے کر پشتونخواہ ملی پارٹی کے 12 مئی کے شہداء تک ہے اور اب تک محترمہ بے نظیر شہید اور دیگر سینکڑوں کارکنوں کی شہادت کی تحریک ہے، یہ جو شہداء اور یہ جو ہماری تحریک تھی جو کہ کئی سال مسلسل چلتی رہی اس میں جناب! سب سے اہم کلیدی اور اساسی role تھا، جو ذریعہ بنا جمہوری دور کے واپس آنے کا وہ جناب جسٹس چوہدری

افتخار کا role تھا اور تمام بہادر وکلاء کا تھا اور پھر یہ ایک سلسلہ بنا جس کے نتیجے میں آج انتخابات بھی ہوئے ہیں اور صدر مملکت کا انتخاب بھی ہوا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! زرداری صاحب ایسے وقت میں اس ملک کے صدر بنے ہیں کہ اس وقت مارشل لاء کا آئین ہی مسلط ہے، جس نے اس ملک کے آئین کے structure کو تبدیل کیا ہے ۔ اس وقت کسی federal پارلیمنٹری جمہوری آئین کا وجود نہیں ہے، بلکہ بد ترین صدارتی، واحدانی، آمریت اور مارشل لاء کا آئین ہے جس کے تحت اب Police Ordinance اور Local Government کے Ordinance کے ذریعے ایک بد ترین one unit مسلط ہے اور جو social contract تھا، اس کا خاتمہ ہو چکا ہے ۔ جنرل مشرف کی کمانڈ اتھارٹی نے ہمارے Chief Executive کو جو آئین میں ہے، اس کو بطور Chief Executive کم کر دیا ہے۔ وہ نائب چیئرمین ہے۔ ایسی صورتحال میں کیا توقعات ہیں ہمارے ملک میں جیسا کہ اب میرے پارلیمانی لیڈر نے کہا، پروفیسر ابراہیم صاحب نے کہا اور دیگر ساتھیوں نے کہا کہ اولین مسئلہ judiciary کی آزادی کا ہے۔ اگر جناب زرداری صاحب کو چیف جسٹس افتخار چوہدری حلف دلاتے تو یہ آئینی حکمرانی ہوتی اور یہ بڑے دکھ کی بات ہوگی اور ایک خطرناک سوال ہو گا کہ ایک پی سی او جج ایک منتخب electoral college سے آئے ہوئے President کا حلف لے گا۔ یہ بڑی افسوس ناک اور اذیت ناک صورت حال ہو گی اور ہمارے ملک کے مستقبل پر اس کے اثرات ہوں گے ۔ جب تک آئین کی روح کے مطابق دو نومبر کی عدلیہ بحال نہیں ہوتی، چیف جسٹس افتخار چوہدری جب تک چیف جسٹس نہیں بنتے، پی سی او کے جج فارغ نہیں کئے جاتے اور اسی طرح اس ملک کی بقا اور سالمیت کی ضمانت نہیں دی جاتی، اس وقت تک آپ کا کوئی اقتدار اعلیٰ نہیں ہے۔ خارجی دہشت گردوں نے ہمارے تمام ملک کی sovereignty پر قبضہ کر رکھا ہے۔ آپ اس کو اپنا ملک کہہ ہی نہیں سکتے۔ اس کی سالمیت اور اس کی integrity کو بد ترین خطرات لاحق ہیں، جنگ کی صورتحال ہے ۔ آپ نے اس ملک کو قائم رکھنا ہے اور پھر اس کے federating units کو آپ نے یہ یقین دلانا ہے کہ آپ اس ملک کے شہری ہیں۔ اس ملک میں پشتونوں کا کوئی متحدہ صوبہ نہیں۔ اس ملک میں بلوچ، سندھی، سرائیکی federating units کے حقدار اس وقت نہیں ٹھہرے ہیں ۔ شراکت اقتدار میں ان کی کوئی حصہ داری نہیں، اپنے وسائل پر ان کا کوئی اختیار

نہیں، کوئی زبانوں کا حق نہیں۔ ایسے حالات میں جب جمہور کی حکمرانی نہ ہو، کروڑوں لوگوں پر اس وقت بھی military اور civil establishment کا راج ہے ۔ ہماری معیشت تباہ ہے۔ اس وقت پاکستان تمام دنیا کی نظروں میں بد ترین ناکام ریاست بن گیا ہے اور تمام دنیا کے لئے خطرناک state بن گیاہے۔ ایسے حالات میں یہ توقع اور یہ دعا کرنی چاہیے کہ آصف زرداری آئین کے راستے پر آئیں ۔ اس ریاست کو بچانے کے راستے پر آئیں ۔ اس social contract کی تشکیل عمل میں لائے، جس کے نتیجے میں ایک آئینی ، قانونی مملکت وجود میں آئے جس کے federating units اطمینان کے ساتھ، اس کے مسائل کے حل میں اپنی داخلہ اور خارجی پالیسی میں حصہ دار ہوں۔ افغانستان کے ساتھ، انڈیا کے ساتھ اس وقت بد ترین جنگ کی صورتحال ہے۔ تمام دنیا کی coalition ، دنیا کی forces افغانستان میں موجود ہیں اور افغانستان میں جنگ کی صورتحال مسلط ہے تو ایسے حالات میں جناب زرداری کا جو role ہے، وہ انتہائی فیصلہ کن اور اہم ترین بن گیا ہے ۔ اگر یہ ہمارے Chief Executive کے اختیار کو بحال کرتے ہیں ، پارلیمانی جمہوریت کا آغاز ہوتا ہے، آئین کی حکمرانی آ جاتی ہے، عدلیہ بحال ہوتی ہے، federation کے حقوق و اختیارات بحال ہوتے ہیں تو اس ملک کی تمام جمہوری قوتیں ان کا ساتھ دیں گی۔ اگر یہ نہیں تو پھر اس پر ہم کو افسوس ہو گا کہ اتنے شہداء کے بعد، اتنی قربانیوں کے بعد ہم صرف اس بات پر خوشیاں منائیں کہ ہم ایک منصب پر پہنچے ہیں۔ اگر یہ منصب ہی کافی تھا، تو یہ آمریت کے دور میں ہر بار لیا جا سکتا تھا تو یہ منزل ہماری نہیں ہونی چاہیے۔ منزل ہماری اس وقت بھی یہ ہے کہ ہم ایک حقیقی آئینی صدارت کے لیے جسٹس افتخار کو بحال کر کے آئینی حلف اٹھائیں ۔ یہی ہمارا مشورہ اور ہماری دعا ہے ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Senator Liaqat Ali Bangulzai sahib please take the floor. کوشش کریں کہ کوئی نئی بات بتائیں ۔ کچھ تو اس ہاؤس نے alert کر دیا ہے luckily ہم لوگ in session ہیں کہ ان کو President elect کر دیا ہے ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی. اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن

الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ بالآخر آپ نے مجھے وقت دے دیا ۔ یقیناً چھ ستمبر کو دو حوالوں سے یاد کیا جائے گا۔ ایک تو چھ ستمبر ۱۹۶۵ء یوم دفاع پاکستان کے حوالے سے گزشتہ چوالیس برسوں سے منایا جا رہا ہے اور دوسرا چھ ستمبر ۲۰۰۸ء سے شروع ہوا ہے۔ اس کے جو نتائج وعواقب ہوں گے' اسی اعتبار سے ہم اس کو یاد کیا کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں آصف علی زرداری صاحب کو بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس وقت جناب چیئرمین! سب سے جو اہم مسئلہ ہے' جس کی جانب میں اس ہاؤس کی اور آپ کے توسط سے زرداری صاحب کی توجہ بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں بلوچستان' فاٹا اور سوات کے حوالے سے' ہماری پارلیمانی پارٹیوں نے ہاؤس کو مکمل اختیار دے دیا تھا کہ ان حوالوں سے وہ جو بھی پالیسی بنائیں ان کو وہاں implement کر سکیں۔ اگر ہمیں واقعی ایوانوں اور ایوان بالا کی بالا دستی کو قائم رکھنا ہے تو ہمیں سب سے پہلے جناب آصف علی زرداری صاحب سے یہ توقع رکھنی چاہیے اور یہ امید بھی ہمیں ان سے ہے کہ وہ ان احکامات کو فوری طور پر واپس لیں گے۔ خواہ فاٹا ہو' خواہ بلوچستان ہو' خواہ خواص ہو' خواہ باجوڑ ہو' کہیں بھی ہو' وہ تمام مسائل کو اس ہاؤس میں discuss کرنے اور کوئی حتمی نتیجہ اخذ کرنے کے بعد وہاں لاگو کریں گے ۔ نمبر ایک ۔ نمبر دو جناب چیئرمین صاحب! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ کس بات کا رونا ہے' کس بات کا روتے ہیں۔ ہمیں رونا کس بات کا تھا لیکن ہم کن باتوں پر رو رہے ہیں ۔ کسی بھی ایک مقرر نے حصول پاکستان کے حوالے سے ہمارا جو نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ پاکستان کا مطاب ہے لا الہ الا اللہ، اس پر کسی کی توجہ مبذول نہیں ہوئی ۔ ہمیں اصل میں ان زخموں پر مرہم رکھنا ہے جو ہمیں گزشتہ اکسٹھ برسوں سے مل رہے ہیں ۔ اس پر میرے کسی معزز فاضل رکن نے توجہ نہیں دی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید اب ان کے ذہنوں سے بھی یہ بات نکل گئی ہے کہ پاکستان کے حصول کا مقصد کیا تھا اور ہم نے کن مقاصد کو سامنے رکھ کر یہ ملک حاصل کیا ہے ۔ وگرنہ یہ مہنگائی کا مسئلہ ہوا' امن و امان کا مسئلہ ہوا' اقتصادی مسائل ہوئے' سیاسی' معاشی مسائل' یہ تو ۱۹۴۷ء سے ہی ہمارے ساتھ لگے ہوئے ہیں بلکہ ۱۹۴۷ء سے پہلے تو ہمارے پاس اتنے مسائل کا انبار تھا ہی نہیں ۔ صرف دو چار ایسے مسائل تھے' جن کو ہمارے اس وقت کے حکمران بڑی آسانی سے tackle

کر رہے تھے ۔ یہ مسائل ۱۹۴۷ء کے بعد ہمارے ساتھ آئے ہیں اور وہ اس لیے آئے ہیں کہ ہم نے قوم کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا، ہم وہ اپنا وعدہ نبھانا بھول گئے ۔ میں جناب آصف علی زرداری صاحب سے امید رکھوں گا اور میری خواہش بھی ہے، میری آرزو بھی ہے کہ وہ فوری طور پر اس ملک میں ۱۹۷۳ء کا آئین، جو تقریباً ۸۰ فیصد اسلامی مزاج کے مطابق ہے، شریعت کے مطابق ہے، لاگو کریں۔ اسی کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ کا بہت بہت شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Thank you. ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، بعد میں بتائیں گے ۔ آپ ذرا late آئے تھے۔ جنہوں نے پہلے نام لکھوائے ہیں، پہلے ان کی نئی باتیں سنوں گا، پھر آپ کی بھی گزشتہ باتیں سنوں گا۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب ایوان صدر میں صدر پاکستان اور ان کی اپنی پارٹی کے وزراء، مشیر اور درباری جلوہ افروز تھے کہ ایک اجنبی مہمان نجانے کس طرح سے security کے سارے barriers cross کرتا ہوا صدر کے پاس پہنچا اور ایوان صدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس طرح گویا ہوا کہ مجھے اس سرائے میں کچھ دن رہنا ہے ۔ صدر نے حیران ہو کر کہا کہ یہ سرائے نہیں ہے، یہ ایوان صدر ہے ۔ اس نے سنی ان سنی کرتے ہوئے پوچھا کہ اس میں آپ سے پہلے کون رہتا تھا؟ جناب وہ موروثی بادشاہت کا دور تھا، اس نے کہا پہلے میرا باپ رہتا تھا ۔ اس نے کہا، اس سے پہلے کون تھا؟ اس نے کہا، اس سے پہلے میرا دادا رہتا تھا اور کہا کہ آپ کے بعد کون رہے گا؟ اس نے کہا میرا بیٹا اور پوچھا اس کے بعد؟ کہا، میرا پوتا تو اجنبی نے کہا پھر یہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے ۔ جناب! مبارک بھی دراصل ایک دعا ہے اور میں یہ دعا دینا چاہتی ہوں کہ یہ ایوان سرائے ہے ۔ یہ چند دن ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اس مقام کو عارضی سمجھتے ہوئے، اس سے عوام کی خدمت کا جو موقع ملتا ہے، اس کو avail کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ جناب اس میں عبرت بھی بہت ہے کہ جو شخص بڑا زور آور بن کر کل آتا ہے، اس کا استعفیٰ بھی ہم وہاں سے سنتے ہیں تو جناب میری دعا یہ ہے کہ

نئے صدر صاحب، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آئین کی بالادستی قائم کرسکیں ۔ عدلیہ کی بالا دستی قائم کرسکیں ۔ صوبائی حقوق جو دستور میں ہیں، کم از کم وہ مل سکیں ۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے عوام کی سلامتی اور ملک کی sovereignty کو یقینی بنا سکیں اور جناب روٹی، کپڑا اور مکان ، پیپلز پارٹی کا ایک نعرہ ہے ۔ میری دعا ہے کہ اونچے ایوانوں سے ان کو نکال کر عوام الناس تک پہنچایا جا سکے۔

جناب! دوسری ایک چھوٹی سی گزارش یہ ہے اور وہ بھی تاریخ کے حوالے سے ایک واقعہ آپ کو یاد دلانا چاہوں گی کہ آج کا برطانیہ اور کل کا اندلس ۔ تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ Roderick اس کا عیسائی بادشاہ تھا اور اس وقت چلن اور دستور یہ تھا کہ اس کے محل میں وزیر، مشیر اور بڑے لوگوں کے بچے اور بچیاں پرورش پاتے تھے کہ ان کی تربیت اچھی ہو سکے ۔ ہوا ایسا کہ اس حاکم وقت نے ایک بچی، جو وزیر ہی کی بیٹی تھی، اس کی طرف میلی آنکھ کی اور وزیر نے اس بادشاہ کے خلاف بے بسی محسوس کرتے ہوئے کہ دہائی کس کو دے، اس وقت کے مسلمان حکمران جو تھے، ان کو پکارا۔ اس وقت طارق بن زیاد پہنچا اور آپ کا یہ اندلس فتح ہوا ۔ جناب میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ مسلمان بادشاہوں، حکمرانوں کی تاریخ یہ ہے کہ انہوں عیسائی بچیوں کی بھی محافظت کی ہے ۔ میں یہ دعا کرنا چاہتی ہوں کہ آصفہ اور بختاور کی طرح قوم کی ساری بچیوں کی محافظت ہو سکے اور کل کوئی اور عافیہ صدیقی بے یار و مددگار، نہ افغان جیلوں میں سڑے اور نہ امریکہ کی عدالتوں میں پیشیاں بھگتتی پھرے ۔ بہت شکریہ ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : .Thank you جی ۔ سینیٹر خالد رانجھا اٹھ کر چلے گئے ہیں ۔ رازق خان صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! جناب چیئرمین! میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے پیپلز پارٹی اور جناب آصف زرداری صاحب کو دل کی گہرائیوں سے، صدارتی الیکشن پر مبارک باد دیتا ہوں ۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آصف زرداری صاحب کو جس حالت میں یہ اقتدار ملا ہے ، وہ پھولوں کی سیج نہیں ہے، بلکہ وہ کانٹوں کی سیج ہے ۔ یقیناً اب پیپلز پارٹی کے امتحان کا وقت آ گیا ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء

اللہ تعالی پیپلز پارٹی، جو ملک کی سب سے بڑی پارٹی ہے، ملک کو درپیش مشکلات سے نجات دلائے گی ۔یہاں میں ملکی مشکلات کی نشاندہی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں سب سے اہم مسئلہ law and order کا ہے جس میں فاٹا کی حالت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ نمبر دو، معاشی بدحالی ہے، جناب چیئرمین صاحب! پاکستان اس وقت معاشی طور پر سخت مشکلات کا شکار ہے، اس پر فوری توجہ دینا ضروری ہے۔ خصوصی طور پر جو مہنگائی کا سیلاب ہے، اس کو روکنا ہو گا اور غریب عوام کو relief دینا ضروری ہے۔ توانائی کا بحران بھی میرے خیال میں کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اس لیے یہ زیادہ وضاحت کا طلبگار نہیں ہے۔ میں ان مختصر الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Thank you رازق خان صاحب۔ مختصر کرتے جائیں کیونکہ کاظمی صاحب حج پالیسی کے سلسلے میں point of order پر جواب دینے کے لیے بیٹھے ہیں۔ سینیٹر ریحانہ یحییٰ بلوچ صاحبہ۔

Senator Rehana Yahya Baloch: Thank you Mr. Chairman. Through your honourable Chair and this House, I would like to congratulate President elect Asif Ali Zardari for being elected to this highest post in the country. Being a Baloch our concerns are about our province and unrest in North Western borders. The so called militants have called for a truce. The President should order the provincial government to brief the President on law and order situation first and resolve those matters which could be addressed. I request the government to also stop operation in Balochistan and let us know that who are they against whom this operation is being done. Thank you.

جناب قائم مقام چیئرمین، کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، آپ کا مائیک بند ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں نے اس لیے بند رکھا تھا کہ میں آپ کی آواز اونچی سننا چاہتا تھا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ حسب دستور جناب! میں بھی اس موقع پر زرداری صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں مگر ہوتا یہ ہے کہ جس کو جتنا بڑا عہدہ ملتا ہے، کہتے ہیں اس کو اتنا ہی زیادہ ذبح کیا گیا۔ وہ اللہ پاک کے پاس اسی حساب سے جوابدہ ہو جاتا ہے۔ وہاں کسی peon نے اپنا جواب دینا ہے، وہ میرا جواب نہیں دے سکتا، میرا جواب آپ نہیں دے سکتے۔ ہم سب نے اپنے اپنے منصب کے مطابق جواب دینا ہے۔ زرداری صاحب 6th September سے جس انتہائی اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے ہیں، اب ان کو پورے پاکستان کے لیے جوابدہ ہونا ہے۔ اللہ پاک نے ان کو سترہ کروڑ لوگوں کا نگہبان مقرر کیا ہے تو اب وہ سترہ کروڑ لوگوں کے لیے جوابدہ ہوں گے اور ایک شخص کی بھی کہیں کوئی خامی رہ گئی، جیسا کہ دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا رہ گیا تو اس کے جوابدہ جناب! زرداری صاحب ہوں گے۔ اس کے جوابدہ آپ نہیں ہوں گے، شاید میں نہیں ہوں گا گو کہ اپنے اپنے حساب سے ہم کو بھی جواب دینے ہوں گے۔

جناب! بہت سے مسائل میں سے ایک بلوچستان کا مسئلہ ہے، اس مسئلے کے سلسلے میں گو کہ ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں جناب! کہ وہ ایسی کمیٹی نہیں ہے جو وہاں کے مسائل حل کر سکے۔ وہاں اب بھی اسی طرح مسائل ہیں جیسے اٹھارہ فروری سے پہلے تھے۔ جناب! اٹھارہ فروری کے بعد جو ایک لہر آئی ہے وہ اغوا برائے تاوان کی ہے۔ مجھے ابھی کوئٹہ سے message آیا ہے کہ ایک شخص نوران ضیاء ولد ضیاء کھوکھر کو سات ستمبر کو ہزار گنجی کے پاس سے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ کوئٹہ، بلوچستان میں یہ ایک روایت بنتی جا رہی ہے کہ اغوا کرتے ہیں اور پیسے لے کر چھوڑتے ہیں۔ اس طرح کے مسائل بلوچستان ہی نہیں باقی صوبوں میں بھی ہیں، ان چیزوں کو attend کرنا ہو گا۔ جناب! فاٹا اور آٹا، دونوں کے مسائل ہیں۔ فاٹا سے چار لاکھ لوگ مہاجر ہو گئے ہیں، اپنے گھروں سے باہر کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں، اب سردیاں شروع ہونے والی ہیں، یہ بھی مسئلہ ہے۔ آٹا نہیں مل رہا، اٹھارہ فروری سے پہلے بھی یہ حال تھا، اس کے

بعد بھی یہی حال ہے۔ عورتیں آٹے کے تھیلوں کے لیے لڑ رہی ہیں، جناب! ان تمام مسائل کو صرف صدر نے نہیں بلکہ ساری پیپلز پارٹی اور ہم نے کیونکہ ہم ان کے coalition partners ہیں، ہم سب نے مل کر attend کرنا ہے۔ مگر اس میں سب سے بڑی ذمہ داری، سب سے بڑی پارٹی کی ہے اور اگر ہم اس کو attend نہ کر سکے، عوام تک relief نہ پہنچا تو ہمیں جس تیزی سے اس منزل پر پہنچایا گیا ہے، اسی تیزی سے count down شروع ہو جائے گا۔ جناب! جہاں تک ایک طرف وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، دوسری طرف احتیاط کا تقاضا ہے کہ وہ ان مسائل کو attend کریں اور اگر وہ ان مسائل کو جلدی attend نہ کر پائے تو پھر ہم اسی قوت سے واپس بھی جائیں گے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Madam Aneesa Zeb Tahirkheli on behalf of Peoples Party (Sherpao group) please.

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے حسب موقع و دستور میں نئے منتخب صدر جناب آصف علی زرداری صاحب کو ان کے انتخاب پر اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد دینا چاہوں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو کامیابی ہے اور جس طرح ان کو land slide victory ملی، ان کو تقریباً دو، تہائی اکثریت ملی ہے۔ یہ اس وقت ان کی ذات پر تمام وفاق کی اکائیوں اور پاکستان کے عوام کی طرف سے اعتماد کا اظہار ہے اور اگر یہ بھی کہا جائے کہ یہ بھٹو ازم کی فتح ہے کیونکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کا جو پروگرام اور philosophy ہے، اس پر عملدرآمد کرنے کا جو وعدہ سینیٹر آصف علی زرداری نے کیا ہے، اس کو عوام کی طرف سے کافی زیادہ پذیرائی ملی ہے۔ انہوں نے وفاق کو یکجا رکھنے کے لیے "پاکستان کھپے" کا جو نعرہ لگایا ہے، میں سمجھتی ہوں وہ بھی ایسا factor ہے جس کو خاص طور پر چھوٹے صوبوں میں سراہا گیا ہے۔ کہ with great powers come greater responsibility اور جس طرح انہوں نے سندھ میں دی گئی ایک عام تعطیل کو cancel کرا کر notification واپس کرایا اور یہ کہا کہ ہماری خوشیاں اس بات کی متقاضی ہیں کہ ہم زیادہ محنت سے کام کریں تو یہ ایک مثبت امر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ صوبہ سندھ اور چھوٹے صوبوں میں کئی

ایسے issues and programmes ہیں جو یقیناً ان کے ایجنڈے پر ہوں گے۔ جہاں پر ایک بہتر administration and governance کی ضرورت ہے' وہاں وسائل تو موجود ہیں لیکن بہت گھمبیر situation ہے۔ مثال کے طور پر صرف صوبہ سندھ میں ہی سات ہزار کے قریب سکول function نہیں کر رہے۔ اب یہ وہاں کی administration پر depend کرتا ہے کہ وہ ان کو کتنی جلدی functional کرے۔ اسی طریقے سے law and order کا مسئلہ ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ میری پارٹی نے اٹھارہ فروری کے بعد جس وقت یہ حکومت بن رہی تھی' اس وقت موجودہ اتحاد کو صوبہ سرحد اور فاٹا کے حالات اور ملک میں اقتصادی صورتحال کے پیش نظر unanimous and unconditional support دی تھی۔ یہی حال وزیر اعظم کے انتخاب کے وقت اور اب خاص طور پر جب صدر کا انتخاب ہوا ہے' اس میں بھی اسی جذبے کے تحت ان کو support دی گئی ہے۔

میں یہاں پر دیگر candidates جناب جسٹس سعید الزمان صدیقی اور جناب سینیٹر مشاہد حسین کو بھی مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے بہترین spirit کا مظاہرہ کرتے ہوئے' ایک لحاظ سے مقابلہ ہی ہے' اس contest میں حصہ لیا' یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک trend ہے جو اس وقت آصف علی زرداری کی طرف موجود ہے۔ ایک tilt ہے جو اس وقت ان کے حق میں ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے فیڈریشن کو مضبوط کرنے' تمام process میں زیادہ شفافیت اور جان پیدا کرنے کے لیے حصہ لیا۔ اس کی وجہ ان کی ذات ہے' ان کا زور اور اندر کا ایک جذبہ ہے جس کو انہوں نے بھرپور ظاہر کیا اور یقیناً اس وجہ سے ان کو مبارک دینا ضروری ہے۔ میرے ایک بھائی سینیٹر نے کہا کہ اب امتحان شروع ہوا ہے' بالکل اس وقت بقول ان کے اپنے اور وزیر اعظم صاحب کے کہ اب transition period complete ہو گیا ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ جو عمل ہے وہ تمام عوام کی welfare اور ان کی خوشنودی اور بہتری کے لیے کیے جائیں گے۔ ہم اب منتظر ہیں اور عوام کی expectations بھی زیادہ ہیں اور مجھے یقین ہے کہ موجودہ حکمران وہ اسی سوچ'، شعور اور سمجھداری سے تمام فیصلے لے کر عوام کو جو مشکلات اور ملک کے موجوہ حالات ہیں' اس سے نکالیں گے۔ ہماری دعائیں اور support ہر اچھے کام کے لیے ان کے ساتھ موجود رہیں گی۔ بہت شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Madam Gulshan Saeed sahiba please, take the floor.

پھر بات لمبی ہوتی جائے گی کیونکہ list ابھی بھی کافی ہے، پھر جواب بھی دینا ہے، اب ایک بج گیا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی انہوں نے بسم اللہ کر دی ہے۔ جی میڈم۔

سینیٹر گلشن سعید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین---

جناب قائم مقام چیئرمین، لیاقت صاحب کو دل لگی ہوتی ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، آج اس تاریخی دن پر جبکہ ہمارے نئے صدر آئے ہیں جن کو ہم سب نے vote دے کر select کیا ہے، پورے چاروں صوبوں سے ان کو بھاری mandate سے vote دیا ہے۔ یہ جمہوریت کے لیے بڑی خوش آئند بات ہے اور ہم لوگوں کو یہ عادت بنا لینی چاہیے، اگر ہم چاہتے ہیں کہ غیر جمہوری قوتیں intervention نہ کریں تو ہر جمہوری چیز accept کریں، vote کی طاقت کو accept کریں۔ ہم اس چیز کو بھی accept کریں کہ کس کو عوام کس طرح چاہتے ہیں، عوام کے نمائندے پورے پاکستان کے چاروں صوبوں کی اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، Senate اور Parliament میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ prove ہو گیا ہے کہ جناب آصف علی زرداری ایک بہترین صدر کے طور پر ابھرے ہیں، پاکستان کی تاریخ میں اتنے زیادہ votes کسی کو نہیں ملے جتنے ان کو ملے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ جناب زرداری صدر بننے جا رہے ہیں، ان کے کاندھوں پر بڑی ذمہ داریاں ہیں، اس وقت ملک کے حالات کافی خراب ہیں۔ جناب والا! ہمارے ملک کی security کو بہت سارے challenges کا سامنا ہے، اس طرح کے challenges ہیں کہ ہماری حدود کے اندر جہاز آ کر firing کرتے ہیں اور missiles مارتے ہیں۔ جناب والا! معصوم لوگوں کی جانیں لی جاتی ہیں، یہ پوری قوم کے لیے فکر کی بات ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ جو دوسری چیز ہے، وہ economy ہے جو کہ اس وقت

بالکل بیٹھ چکی ہے۔ میں اب blame دوں گی، جو حکومت چلی گئی ہے، وہ ہماری تھی، اب میں کہوں گی تو اپنے منہ پر خود بات کرنے والی بات ہو گی جو میں نہیں کرنا چاہتی، پتا نہیں کہ پانچ سالوں کی کیا policies تھیں، جس طرح ایک عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے، اس طرح economy گر گئی ہے۔ آپ Stock Exchange کو دیکھ لیں، آپ State Bank کو دیکھ لیں، وہاں پر reserves بالکل ختم ہو رہے ہیں۔ جناب والا! ہمیں ابھی اپنے دوست ملکوں کی طرف دیکھنا پڑ رہا ہے کہ وہ ہماری مدد کو آئیں، سعودی عرب، UAE, China,IMF اور World Bank آئیں اور ہماری economy کو بہتر کریں۔ اس کے علاوہ چاروں صوبوں اور پاکستان کو اکٹھا رکھنا، چاروں صوبوں کو اکٹھا رکھنا، satisfy کرنا، specially بلوچستان اور NWFP کو satisfy کرنا ہے جن کو بہت زیادہ مسائل درپیش ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ بہت زیادہ بھاری ذمہ داری ہے اور ہر فرد کو جو Member Parliament کا ہے، اس کو یہ چاہیے کہ اس میں ان کا ساتھ دے اور ملک کو بہتر حالات کی طرف لے جانا چاہیے۔ میں again کہوں گی کہ وہ مبارک کے مستحق ہیں۔ شکریہ جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نے بہت مختصر بات کی، آپ کا شکریہ۔ جی، آپ اس وقت کچھ کہنا چاہتے تھے۔ آپ کا نام ہے لیکن speakers زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ نہیں، کوئی point raise کر رہے ہیں، کوئی ایسا مسئلہ ہے تو بتا دیں، تھوڑا کمرہ ٹھنڈا ہے، رمضان ہے، باہر کسی نے نہیں جانا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، پچھلے دنوں میں صوبائی کابینہ اور ہمارے یہاں کے جتنے Senators تھے، وزیر اعظم صاحب اور آصف زرداری صاحب سے ملے تھے تو انہوں نے ہمیں surety دی تھی کہ آنے والا جو جج کا season ہو گا ---

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ کاظمی صاحب point of order اٹھا رہے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، میں بھی نکل جاؤں گا، شاید وہ بھی نکل جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، نکلیں نہ، پھر صبر، حوصلہ کرنا پڑتا ہے، اس لیے تو ان کو بٹھایا ہوا ہے، کاظمی صاحب بڑی دیر سے انتظار کر رہے ہیں۔ اس کو separately take

up کرتے ہیں، آپ نے بولنا ہے، علامہ عباسی کمیٹی کا بھی یہی point of order ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، یہ ذرا جلدی میں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جلدی میں نہیں ہیں، کوئی جلدی میں نہیں ہے، House میں جواب دینا ہوتا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ بلوچستان کے حوالے سے جتنی بھی درخواستیں آئیں گی، ان کی قرعہ اندازی نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ Take up کر لیتے ہیں۔ یہ ایک دفعہ مکمل ہو جائے، یہ ایک phase ہے۔ Please, Madam پری گل صاحبہ! تقریر مختصر کریں، مبارکباد کا وقت ہے اور دعاؤں کا وقت ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی طرف سے آصف زرداری صاحب کو صدر پاکستان بننے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی دے---

جناب قائم مقام چیئرمین، آمین۔

سینیٹر آغا پری گل، اور وہ پورے پاکستان کے لیے نیک شگون ثابت ہوں، اللہ کرے! سکون آئے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنے President of Pakistan کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے وعدے تو بڑے کیے ہیں کیونکہ اس میں مہنگائی کا ہے، ججوں کی بحالی ہے اور loadshedding ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کم از کم جس طرح لوگ وعدے کرتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں تو اپنے زرداری صاحب اس وقت President of Pakistan ہیں، مجھے پوری امید ہے کہ وہ اپنے تمام وعدے پورے کریں گے۔ وہ ایک party کے نہیں بلکہ تمام پاکستانی عوام کے نمائندہ ہیں اور چاروں صوبوں کی نمائندگی صحیح معنوں میں کریں گے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی دے کیونکہ اکثر یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ جس party کے لوگ آتے ہیں، اپنی party کو زیادہ نوازتے ہیں، President House یا Prime Minister House میں وہی party کے لوگ ہی نظر آتے ہیں، پاکستانی عوام نظر ہی نہیں آتے۔

میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ختم ہونا چاہیے کیونکہ سب کو، بی بی رخسانہ صاحبہ! یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ ختم ہو گا یا نہیں ہو گا، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ system ختم ہونا چاہیے۔ یہ پاکستان ہے، پاکستان میں پنجابی، بلوچی، پشتون اور سندھی برابر ہیں، یہ سارے برابر ہیں اور سب کی حق تلفی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ کسی کو اوپر لے جاؤ اور کسی کو زمین میں دبا کر رکھ دو تو یہ اچھی بات نہیں ہوگی کیونکہ ہم پاکستانی عوام لوگوں کو welcome بہت زیادہ کرتے ہیں، اتنے زبردست طریقے سے welcome کرتے ہیں پھر اتنے ہی زبردست طریقے سے گرا بھی دیتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ کچھ کام نہیں ہوا تو اس کے بعد end یہی ہوتا ہے۔ میں اس لیے اپنے بھائی سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ ایک اچھا رواج رکھیں اور بالکل neutral رہیں۔ کوئی سندھی، کوئی پنجابی، کوئی پٹھان اور کوئی بلوچ نہیں ہے، سب برابر ہیں۔

میں خاص طور پر بلوچستان کے operation کے بارے میں کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے وعدے کئے تھے کہ ہم operation بند کریں گے، ابھی چھ مہینے ہوئے ہیں، پتا نہیں کہ کمیٹی کدھر غائب ہو گئی ہے، کمیٹی کا نام و نشان نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کمیٹی والے دو یا تین دن TV پر اور اپنے channels پر آتے رہے، آتے رہے پھر وہ committee reverse چلی گئی ہے۔ انہوں نے مذاق اڑایا تھا کہ اب وہ کمیٹی ہماری نہیں ہے جو پہلے والی کمیٹی تھی، پہلے والی کمیٹی نے صوبوں میں جا کر بہت کام کیا اور بتایا بھی تو اس کمیٹی کا پتا کریں کہ وہ کہاں پر گمشدہ ہے، ان کو واپس نکالیں۔

دوسری بات ہے کہ میں نے point of order پر حج کا مسئلہ اٹھایا تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ آرہا ہے، اس کو separate کریں گے۔ ہاں جی thank you.

سینیٹر آغا پری گل، میں آخر میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں امن و امان رکھے اور پاکستانی عوام کو خوشحال رکھے۔ بے روزگاری، loadshedding اور یہ تمام چیزیں ختم ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی .thank you پروفیسر خورشید صاحب۔

کاظمی صاحب! تھوڑا صبر کرنا پڑے گا، گھڑی کی طرف نہ دیکھیں، آج آپ Senators کو مشکل سے ہاتھ آئے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا، میں ذرا تاخیر سے پہنچا ہوں، اس لیے سب کی بات نہیں سن سکا۔ بلاشبہ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ،

رسم دنیا بھی ہے، موقع بھی ہے، دستور بھی ہے

اس موقع پر جناب زرداری کو مبارکباد اور ان پر جو ذمہ داریاں پڑیں ہیں، ان کی اہمیت اور اس میں ان سے توقعات کا اظہار ایک فطری بات ہے میں اس بات کا برملا اظہار کرتا ہوں کہ میری نگاہ میں انتخاب سے پہلے محترم آصف زرداری صاحب بہترین candidate نہیں تھے اور یہی وجہ ہے کہ میں نے ان کو ووٹ نہیں دیا لیکن ملک کے دستور کے مطابق اب وہ صدر منتخب ہوئے ہیں تو وہ ہماری دعاؤں اور تعاون کے مستحق ہیں۔ ایک دستوری نظام کی خوبی یہی ہوتی ہے کہ اس میں اختلاف، مسابقت اور مقابلہ انتخاب سے پہلے ہوتا ہے اور انتخاب کے بعد نتیجے کو تسلیم کر کے قانون اور دستور کے مطابق بہتر سے بہتر کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ ہم ان کے ہر صحیح قدم کی تائید کریں گے، ہر غلط قدم پر گرفت کریں گے اور انشاء اللہ ہم اپنا جمہوری فرض انجام دیں گے۔

جناب چیئرمین! میرے ساتھیوں نے زرداری صاحب سے توقعات کی ایک بہت بڑی wish list پیش کی، مجھے اس سے انکار نہیں ہے۔ اس وقت ملک شدید معاشی، سیاسی، حتیٰ کہ سیکورٹی بحران میں مبتلا ہے، اس سے اس کو نکالنا سب کی ذمہ داری ہے۔ پارلیمنٹ کی، عوام کی اور سب سے بڑھ کر حکومت کی، اس لیے کہ پارلیمنٹ اور عوام نے حکومت کو یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ driving seat پر ہیں اور جو driving seat پر ہو وہی زیادہ اس situation میں ہوتا ہے کہ وسائل اور معاملات کو حل کرے۔ اس میں بلاشبہ امریکہ سے تعلقات، دہشتگردی کا مسئلہ، امن و امان، معاشی بحران، صوبائی مسائل یہ تمام اپنی جگہ موجود ہیں اور حقائق ہیں انہیں face کرنا چاہیے۔

میں ان سب سے اتفاق کرتے ہوئے بھی یہ بات نہیں کہنا چاہتا کہ یہ جناب زرداری صاحب کی

ذمہ داری ہے کہ وہ ان تمام مسائل کو حل کریں۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے اور اس میں سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت کی ہے۔ یہیں پر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ زرداری صاحب کے لیے اصل challenge ہے کیا؟ میری نگاہ میں ان کو دو باتیں سامنے رکھنی چاہئیں' پہلی بات یہ کہ 18 فروری کو جو انتخاب ہوئے اس میں کم از کم دو نکات عوام کی اصل خواہش' فیصلے اور mandate کے طور پر واضح ہوئے' ان کی تائید ان تمام opinion surveys سے ہوتی ہے جو اس زمانے میں ہوئے۔ پہلی یہ کہ پرویز مشرف صاحب کا آمرانہ دور اور ان کی پالیسیاں' ان کی شخصیت اور پالیسی' دونوں کو عوام نے رد کیا ہے اور اگر ان پالیسیوں کو continue کرنے کی کوئی کوشش کی گئی' جوکہ کی جا رہی ہے تو وہ 18 فروری کے mandate کے خلاف' عوام کی منشاء' توقعات اور عزائم کے خلاف ہو گی' یہ راستہ تصادم کا ہے' یہ راستہ تعاون اور ترقی کا نہیں ہے۔ یہ بات ان کو سامنے رکھنی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ 18 فروری کے mandate کے مطابق بلاشبہ پیپلزپارٹی the largest partyکے طور پر رونما ہوئی ہے' ووٹ دینے والوں میں سے تقریباً 30% نے اسے ووٹ دیا ہے' 70% نے نہیں دیا اور صرف سندھ کا صوبہ ایسا ہے کہ جس میں اسے simple majority ملی ہے' باقی نہ مرکز میں اور نہ کسی اور صوبےمیں۔ دوسرے الفاظ میں عوام کا mandate یہ ہے کہ کوئی ایک پارٹی نہیں بلکہ تمام پارٹیوں کو اور خاص طور پر جو بڑی پارٹیاں ہیں انہیں مل جل کر راستہ نکالنا ہے۔ اس لیے یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ یہ mandate کسی ایک شخص یا کسی ایک پارٹی کو carte-blanche نہیں دیتا بلکہ اس کا message ہی یہ ہے کہ مل جل کر بیچ کا راستہ اختیار کرو.بجائے اس کے کہ کوئی ایک پارٹی اپنی will impose کرے۔ باہم مشاورت سے' قومی consensus پیدا کر کے ایک دوسرے کو ساتھ لے کر اور maximum agreement کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اس چیز کی غمازی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ان کے الیکشن میں ایک صوبے میں جو کہ ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے' نے ان کو اکثریت نہیں دی' یہ بات بھی اسی چیز کی تائید کرتی ہے کہ انہیں مل جل کر افہام وتفہیم سے' یہ نہیں کہ عقل کل بن جائیں بلکہ سارے اختیارات کو لے کر چلیں تو یہ اصل message ہے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زرداری صاحب کا میری نگاہ میں اصل

امتحان کیا ہے۔ وہ امتحان یہ ہے کہ اس وقت ہمارے سامنے صدارت کے دو ماڈل ہیں، ایک ماڈل فضل الہی ماڈل اور ایک مشرف ماڈل، جو ایوب، یحییٰ، ضیاء اور مشرف پر مشتمل ہے، وہ کون سے ماڈل کو choose کرتے ہیں۔ یہ ہے اصل امتحان۔ اگر وہ ایوب، یحییٰ، ضیاء اور مشرف ماڈل کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو یہ تاریخ کا سب سے بڑا ظلم، ان پر بھی، پاکستان پر بھی اور پیپلزپارٹی پر بھی ہو گا۔ بلاشبہ فضل الہی ماڈل بھی کوئی inspiring model نہیں ہے لیکن اصل issue یہ ہے کہ آیا ایک شخص کو مسیحا بنا کر اختیارات کو مرکوز کیا جائے یا اختیارت کی تقسیم کر کے institutions کو اہمیت دی جائے اور policy making پارلیمنٹ میں ہو۔ محض اشک شوئی کے لیے نہیں، جیسا کہ آج تک ہوتا رہا ہے، کیبنٹ ذمہ دار ہو، کیبنٹ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہو اور دستور نے صدر کو جو مقام 1973 میں یا 1999 میں دیا تھا، ان حدود میں رہتے ہوئے اپنا کردار ادا کریں۔ اگر وہ یہ institutional balance بحال کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ ان کا تاریخی کارنامہ ہو گا اور اگر انہوں نے ایوب، یحییٰ، ضیا اور مشرف track میں گرنا پسند کیا تو ان کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ آٹے دال کا بھاؤ کیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اصل challenge یہ ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ judiciary restoration ، دستور کو اس کی 12 اکتوبر 1999 کی position میں بحال کرنا، اختیارت کی صحیح تقسیم اور اس میں interaction - یہ ان کا پہلا امتحان ہے۔

جناب والا! ان کا دوسرا امتحان یہ ہے کہ اس وقت فیڈریشن خطرے میں ہے۔ جو مسائل بدقسمتی سے 1970 میں ملک کی تقسیم کا باعث ہوئے آج وہ مختلف شکلوں میں آ گئے، یہ مسئلہ خاص طور پر بلوچستان اور صوبہ سرحد کا ہے۔ بیرونی سازشیں بھی ہیں جو کہ اس وقت بھی تھیں اور اندرونی مسائل بھی ہیں۔ صدر کی حیثیت سے ان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ فیڈریشن کو مضبوط کریں، اپنی ذات اور اپنی پارٹی کو نہ کریں اور فیڈریشن کے مسائل میں اپنے آپ کو صرف کریں، یہ ان کا دوسرا بڑا کارنامہ ہو گا اور ان کا اصل امتحان یہی ہے۔

جناب والا! میں تیسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو یہ بات دستور میں لکھی ہوئی نہیں ہے لیکن federal system کی روایات اور خود پاکستان کی روایات، جب کبھی بھی ہمیں تھوڑے عرصے کے لیے جمہوری نظام ملا ہے تو صدر کو party politics سے بالا ہونا چاہیے، اگر وہ اپنے

ساتھ پارٹی کی قیادت اور ملک کی سربراہی دونوں کے تاج پہننا چاہتے ہیں تو میرے خیال سے یہ ان کا himalayan blunder ہو گا۔ میں اس وقت یاد دلانا چاہتا ہوں کہ قائد اعظم نے ہمارے سامنے کیا نمونہ پیش کیا، قائد اعظم سے زیادہ بڑا، موجودہ مسلم تاریخ میں، ہندوستان میں کوئی نہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر دی گئی)

(بعد از اذان ظہر)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ پارٹی کی قیادت اور ملک کی سربراہی ساتھ ساتھ نہیں چلتیں۔ قائداعظم نے اس اصول کو دسمبر 1947 خالد جناح ہال میں مسلم لیگ کی کونسل کی میٹنگ ہوئی اس میں پوری قوت سے پیش کیا اور یہ کہا کہ بلاشبہ قوم مجھ سے محبت کرتی ہے، چاہتی ہے کہ میں مسلم لیگ کا صدر بھی رہوں اور گورنر جنرل بھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک کمیٹی لیاقت علی خان صاحب کی سربراہی میں بنی جس نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ مارچ یا اپریل 1948 میں یہ رپورٹ پھر کونسل میں آئی اور پیر صاحب مانکی شریف نے publicly آنکھوں میں آنسوؤں سے یہ کہا کہ قائداعظم آپ ہی صدر رہیں اور قائداعظم نے کہا کہ نہیں۔ جناب والا! تو یہ اصول ہیں، اخلاقی اعتبار سے ان کا test ہوگا کہ آپ اپنا political link کیسا رکھتے ہیں۔

جناب والا! ایک چیز اور جو ذرا نازک ہے لیکن آپ کے توسط سے میں اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ اس بات کو بھی کہہ دوں کہ بلاشبہ ہماری نگاہیں مستقبل پر ہیں اور ہم محترم آصف علی زرداری صاحب سے مستقبل کے لیے اچھی توقعات رکھتے ہیں اور یہی دعا کرتے ہیں کہ وہ بہتر مثال قائم کریں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ماضی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جناب والا! میں نے ایک مہینے میں ملک اور ملک سے باہر کے جو اخبارات ہیں ان کا جائزہ لیا ہے۔ میری تقریباً 60 یورپ اور امریکہ کے اخبارات تک رسائی ہے اور پاکستان کے تمام National Newspapers میں 90% نے یہ بات کہی ہے کہ integrity and credibility ان دونوں کے بارے میں image and reality ایک ہوں۔ میں کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کروں گا لیکن image بھی

important ہے اور وہ image بھی بلاسبب نہیں ہوا کرتا اسے clear کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ image کا بھی خیال کیا جائے image کی اصلاح کی جائے۔ یہ بات کہ سیاست میں جو عہد آپ چاہیں کریں جب چاہیں توڑ دیں، جو وعدہ کریں جب چاہے کرلیں، جب چاہیں اس سے مکر جائیں گے یہ انسان کی credibility کو متاثر کرتا ہے اور use of power یا قومی دولت کا غلط استعمال، embezzlement ہو laundrering ہو یا جو چیز بھی ہو ,image کو آپ نظر انداز نہیں کرسکتے ہیں اور image کو دور کرنے کا طریقہ صرف میری نگاہ میں یہ ہے کہ مستقبل کے بارے میں ہم ایک clean start کریں اور اس کے لیے صحیح راستہ یہ ہے کہ جس طرح معروف طریقہ ہے تمام دنیا کی جمہوری ریاستوں میں کہ صدر اپنے assets کا برملا اعلان کرے اور اپنی Presidency کے زمانے میں اپنے business interest کو، بزنس کے معاملات کو suspend کردے۔ میں کوئی ناجائز مطالبہ نہیں کررہا ہوں دنیا کے تمام ممالک کے اندر یہ چیز ہے۔ امریکہ کا صدر کتنا طاقتور ہوتا ہے لیکن وہ دو ہی کام کرتا ہے اپنے assets declare کرتا ہے اور جب تک صدر رہتا ہے اس وقت تک وہ business dealing نہیں کرتا۔

جناب والا! دوسری چیز جو ہمارا ایک خاص background ہے اور ہمارے ہاں اداروں کا ایک کردار رہا ہے۔ اس لیے جس چیز کا وعدہ آپ نے charter of democracy میں کیا تھا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں اس پر committed ہیں، وہ یہ ہے کہ جہاں احتساب کا وہ نظام جسے political vendetta کے طور پر استعمال کیا گیا غلط تھا، ظلم تھا اسے ختم ہونا چاہیے۔ وہ احتساب جو انصاف کی طرف لے جانے والا ہو وہ ضروری ہے اور اس کا کوئی substitute نہیں ہے۔ political laundering سے وہ ختم نہیں ہوسکتا۔ اس لیے جو عہد آپ نے وہاں کیا ہے اس کو پورا کیجیے اور سب سے پہلے اپنے آپ کو offer کیجیے کہ میں اپنے آپ کو offer کرتا ہوں کہ independent نظام مجھے clear کرے۔ NRO سے آپ کو clearance نہیں ملے گی اور حکومت کے مختلف الزام لگانے سے معاملات صاف نہیں ہوتے۔ اس لیے integrity کے لیے ضروری ہے کہ یہ کام آپ کریں۔ یہ آپ کریں گے تو حقیقت یہ ہے کہ آپ کا مقام دنیا اور آخرت دونوں میں بڑا اونچا ہوگا۔ ایک ایسی مثال آپ قائم کریں گے جس سے کہ یہ ملک آج تک

جس دلدل میں پھنسا رہا ہے اس سے نکلے گا اور تاریخ آپ کو ایک اعلیٰ مقام دے گی۔ میں پورے خلوص کے ساتھ اور دردمندی کے ساتھ ایک دوست کی حیثیت سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو اصل امتحان ہے اس کو face کرنا چاہیے اور میری دعا ہے کہ اس میں وہ کامیاب ہوں۔ Institutions کی بحالی ' اختیارات استعمال کرنا ہر ایک کے لیے پسندیدہ عمل ہے لیکن اختیارات چھوڑنا یہ عظمت کی ' یہ بلندی کی ' یہ اصول پرستی کی ' یہ کردار کی علامت ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ملک کو institutions کی سمت پر لائیے اور دستور کے اصل structure کو بحال کیجیے۔ credibility پیدا کیجیے۔ سیاست کے معاملے میں وہ راستہ اختیار کیجیے جس سے کہ آپ ایک noble example قائم کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ personal dignity کے سلسلے میں جو چھینٹے پڑے ہوئے ہیں ' جو image ہے اس کو درست کیجیے۔ اس سے آپ کی قسمت بلند ہوگی اور اس ملک کی بھی بلند ہوگی اور میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی بھی اس سے gain کرے گی۔ Immediate بنائے گئے ان issues کو face کیجیے مجھے یقین ہے کہ آپ یہ صلاحیت رکھتے ہیں ' یہ کارنامہ انجام دیں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ توفیق دے اور میں آج وہ بات کہنا چاہتا ہوں جب میں پہلی مرتبہ اس ایوان میں آیا ہوں تو چیئرمین کے انتخاب پر کہی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ میں انتخاب پر مبارک باد تو آپ کو دے رہا ہوں لیکن اس کا اتنا حق محفوظ رکھتا ہوں کہ جب آپ اپنی مدت مکمل کریں گے اور اگر آپ نے اپنی ذمہ داریوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کیا تو اصل مبارک باد کا وقت وہ ہوگا۔ آصف بھائی کو بھی میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آج آپ کو مبارک باد دے رہا ہوں لیکن مجھے توقع ہے کہ اگر آپ نے اپنا عرصہ صدارت پانچ سال مکمل کرکے صحیح خطوط پر قائم کیا تو اصل وقت مبارک باد کا وہ ہوگا اور آپ نے اگر یہ کیا تو میں سب سے بڑھ چڑھ کر آپ کو مبارک باد پیش کروں گا۔ شکریہ۔ وآخردعواناان لحمد للہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ - جی رضا ربانی صاحب could you come to your seat آپ سے کچھ چیزیں discuss کرنی ہیں۔ پچھلے دو گھنٹے سے we are congratulating the President elect اس میں ابھی میرے حساب سے دس مقرر رہتے ہیں اگر وہ بات کریں تو آپ کا یہ point of order بھی رہ جائے گا اور رحمٰن ملک صاحب نے جو

رپورٹ پیش کرنی ہے وہ بھی رہ جائے گی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، report بھی ادھوری ہے اور Adjournment Motion بھی ادھورا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Leader of the House کی sense لے لوں کیوں کہ point of order بھی حج پالیسی پر ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! کل نہیں ہو پائے گا کیوں کہ کل ایک بجے تو oath taking ceremony ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کل اجلاس بھی نہیں ہے۔ آج ہی کرنا ہو گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میرے خیال میں Adjournment Motion کو carryover کر لیتے ہیں till the next session.

جناب قائم مقام چیئرمین، کیوں کہ ابھی تو رمضان میں cease fire ہے پھر بھی incidents ہو رہے ہیں۔ رحمٰن ملک صاحب بھی سمجھتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، On 17th of October we are again in session انشا اللہ تو round about a day here ....we will have been in session.

جناب قائم مقام چیئرمین، Point of order کے سلسلے میں آپ کیا کہتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، point of order سے پہلے میرا خیال ہے ابھی تقاریر تو ہوئی ہیں۔ یہ دو Bills ہیں یہ کرلیں پھر اس کے بعد آدھا گھنٹہ یا پندرہ بیس منٹ points of order لے لیں پھر اس کے بعد آپ prorogue کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Sense of the House لے لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، پھر وقت نہیں رہے گا ایک ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی میڈم کلثوم پروین صاحبہ ایک منٹ please take the floor.

سینیٹر کلثوم پروین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آصف علی زرداری صاحب کو منصب صدارت کی مبارک باد دیتی ہوں۔ ویسے تو اس دنیائے ناپائیدار میں صرف ایک ہی ہستی ایسی ہے جس کے لیے یہ منصب بنا ہے وہ ہے رب کریم کی ہستی۔ جناب! اس وقت ان پر پورے ملک، چاروں صوبوں کی ایک بھاری ذمہ داری ہے، مہنگائی کی، اپنے ہر قسم کے بحرانوں کی، مگر مجھے یقین ہے کہ جس طریقے سے یہ جمہوری عمل مکمل ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کے ساتھ ان تمام چیزوں پر بھی حکومت وقت قابو پا لے گی۔

جناب! میں اس کے ساتھ ہی ایک اور بات بھی کرنا چاہوں گی کہ میرے اپنے صوبوں کا جو political مسئلہ ہے، جہاں اور بہت سے مسائل حل ہوئے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے توسط سے مجھے یقین ہے کہ اس پر فوری طور پر عمل ہو گا۔ وہ ایک سیاسی issue ہے، اس کے لیے سیاسی لوگ ہی بات کر سکتے ہیں۔ جناب میں کامران مرتضٰی کی بات کو second کروں گی، آپ نے دیکھا کہ صوبہ بلوچستان سے اغوا کی وارداتیں بہت زیادہ ہو رہی ہیں، اس وقت رحمٰن ملک صاحب تشریف رکھتے ہیں، فاروق نائیک صاحب بھی ہیں، جناب! اس عمران کھوکھر صاحب کے پہلے بھی ایک بھائی اغوا ہوئے تھے اور بھاری مقدار میں انہوں نے معاوضہ ادا کیا تھا۔ جناب! ایک خاص قسم کا گروہ، ایک خاص قسم کے طبقے کو تنگ کر رہا ہے تاکہ بلوچستان کے رہنے والے پر امن لوگ بھی احتجاج کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ جناب! میں اس وقت فاروق نائیک صاحب سے بھی کہوں گی، رحمٰن ملک صاحب سے کہوں گی کہ آپ کی حکومت ہے وہاں پر، یہ بھی سنا ہے کہ جو گروہ یہ کام کر رہا ہے وہ اپنی حکومت کا زور دکھا رہا ہے۔ جناب! ان اغوا کی وارداتوں کو روکا جائے۔ بیگناہ بچوں کے اغوا کے لیے بھاری مقدار میں معاوضہ لینے کی جو یہ ذلیل کارروائیاں ہیں ان پر قابو پایا جائے۔ وہاں رہنے والے پر امن لوگ ہیں، ان کا کسی سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں ہے۔ اگر اتنا تنگ کیا جائے کہ وہ صوبہ چھوڑ کر چلے جائیں تو پھر میرا خیال ہے کہ تمام صوبوں میں ایسی بات ہو گی۔ جناب! اس پر بھی فوراً عمل ہونا چاہیے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے ٹائم دیا۔ جناب!

یہاں رحمٰن ملک صاحب نے کہا تھا کہ تربت میں FC والوں کے ہاتھوں جو لوگوں کی پٹائی ہوئی اور دو بندے شہید بھی ہوئے، اس کے متعلق چار دنوں کے اندر وہ report دیں گے، ابھی دس دن ہو گئے ہیں، رحمٰن ملک صاحب سب سے پہلے اس کے متعلق بتائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ point of order پر ہیں یا زرداری صاحب کو مبارکباد دے رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! میں نے اس لیے یہ بات point out کی ہے کہ رحمٰن ملک صاحب بتائے بغیر چلے جائیں گے۔ جناب! میں زرداری صاحب کو ہماری پارٹی کی طرف سے، جمعیت العلماء اسلام کی طرف سے بھی ہم اس کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تمام بحرانوں جیسے مہنگائی، law and order, load shedding ملک کی سرحدوں کی سکیورٹی اور خارجہ پالیسی میں کامیاب کرے۔ اس سے پہلے جتنے بھی صدور آئے تھے ان کا انجام صحیح نہیں ہوا تھا، اللہ سے دعا ہے کہ ان کا انجام صحیح ہو۔ ہمارے ایک colleague نے جیسے یہاں کہا ہے کہ President House and Prime Minister House میں جیالوں کا راج ہو گا تو میرے خیال میں رخسانہ زبیری صاحبہ اسے ختم نہیں کر سکیں گی۔ انہوں نے کہا کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ گزشتہ حکومتوں کی نسبت اب جیالوں کا راج ہو گا اور ہمیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ ہم coalition میں ہیں لیکن ہمیں پوچھا بھی نہیں جائے گا۔ میری تجویز ہے کہ زرداری صاحب کو ان چیزوں سے بالاتر رکھیں، مزید کہوں گا کہ انڈیا، چائنا، افغانستان، ایران، UAE اور جو بھی region کے countries ہیں ان کو یکجا کر کے افغانستان کی جنگ کو بند کرنے کے لیے امریکہ پر pressure ڈالا جائے، کیونکہ یہ پورے region کا مسئلہ ہے، اگر زرداری صاحب اس معاملے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر ہمارے ہاں امن و امان آ جائے گا لیکن جب تک امریکہ کی مداخلت رہے گی یہاں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ایران کے صدر کی طرح اللہ تعالیٰ زرداری کو بھی ہمت و جرات دے تاکہ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر امریکہ سے بات کریں۔ عوام نے اسی لیے ان کو mandate دیا ہے۔ اگر اس حکومت نے ایسا نہ کیا تو پھر یہ قوم انہیں معاف نہیں کرے گی۔ جناب! زرادری صاحب کو

چاہیے کہ وہ بلوچستان، وزیرستان کے حالات ٹھیک کرنے کے لیے Opposition سے بھی مشورہ لیں، تمام سیاسی قوتوں کو اکٹھا کر کے اس issue کا حل تلاش کریں، وہ یہ تکبر نہ کریں کہ مجھے بھاری mandate ملا ہے بلکہ تمام سے مشورہ کریں اور ملکی حالات کو بہتر کریں، اس طرح یہ حکومت اپنے mission میں کامیاب ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی جاوید علی شاہ، ممبران سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تقریر کو مختصر کریں کیوں کہ اس کے بعد Bills بھی پاس کرانے ہیں، آپ موجود بھی رہیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ : شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آصف علی زرداری صاحب کو صدر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مبارکباد کے ساتھ ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے نئے صدر پر اب یہ الزام لگانا مشکل ہے کہ اس کا تعلق فوج سے ہے، وہ military ruler رہا ہے یا فوج کی مداخلت کی وجہ سے وہ deliver نہیں کر سکتا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس وقت ملک میں سیاسی حکومت قائم ہو چکی ہے اور اگر آج بھی سیاستدان عقل کے ناخن نہیں لیتے اور وہ کام، وہ priorities جو ان کے لیے ہونی چاہییں اس کی طرف توجہ نہیں دیتے تو پھر شاید دوسرا موقع ہمیں کبھی نصیب نہ ہو۔ اس وقت اس ملک میں سیاسی استحکام کی ضرورت ہے اور یہ اسی طور پر ہو سکتا ہے جب زرداری صاحب اپنی سیاست کو تین اصولوں کی بنیاد پر چلائیں گے۔ میرے نزدیک وہ اصول flexibility, tolerance and patience ہیں۔ جہاں سیاسی جماعت دوسری جماعت کو برداشت کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہو، سیاسی عدم استحکام ہمیشہ وہاں پیدا ہوتا ہے۔ آج اگر ہم اپنی history اٹھا کر دیکھیں تو سیاسی ادارے اس وقت تک نہ ہونے کے برابر ہیں اور وہ اس لیے نہیں بن سکے کہ ہمارے سیاستدانوں کی غلطیوں سے، سیاستدانوں کی لڑائی سے ہمیشہ military rulers نے فائدہ اٹھایا اور یہاں کے سیاسی سسٹم کو ہمیشہ تہس نہس کیا۔ جناب! اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ ملک میں confrontation کی سیاست کا خاتمہ ہو، ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ پایا جاتا ہو، سیاستدان اپنے فیصلے سیاسی طور پر حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، ان خصوصیات کے ہونے پر سیاسی ادارے کی بنیاد بن سکتی ہے۔ جن زریں اصول اور بنیادوں پر ریاستیں وجود میں آتی ہیں جن میں سب سے بڑھ کر

welfare of the people ہے۔ آج اس ملک میں دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے' ایک مہنگائی کا خاتمہ' روزگار کا مہیا کرنا اور امن کا قیام' میں سمجھتا ہوں کہ زرداری صاحب کی ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ اس ملک میں امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے اور اس ملک کی معیشت کس طرح سنبھل سکتی ہے۔ ہم دوسرے ملکوں سے dictation بھی اسی لیے لیتے ہیں کیونکہ معاشی طور پر ہماری حالت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ابھی یہاں بلیدی صاحب کہہ رہے تھے کہ ایران کے صدر کی طرح دلیری آجائے تو دلیری اس وقت آئے گی جب آپ معاشی طور پرمضبوط ہوں گے۔ ایران تمام پابندیوں کے باوجود بھی 80 billion dollars کا تیل بیچ لیتا ہے' ہمارے پاس 9 billion dollars ہوں تو ہم سمجھتے ہیں کہ economy مستحکم ہو رہی ہے اور ہماری معیشت کی حالت اتنی بری ہے کہ ہم دوسرے ملکوں سے مانگنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اس طرح ہماری خارجہ پالیسی کبھی آزاد نہیں ہو سکتی' آزاد اور خود مختار خارجہ پالیسی کے لیے اپنی معیشت کا مضبوط اور مستحکم کرنا ضروری ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ اب زرداری صاحب کو اس ملک میں nation building کے لیے کام کرنا چاہیے۔ صوبوں کی ایک دوسرے سے دوری اور جو نسلوں کی بنیاد پر بٹے ہوئے ہیں یہ اس ملک کے سسٹم میں consistency نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ ہم تمام صوبوں میں پاکستانیت کو فروغ دیں اور پھر اس ملک میں تعلیم' صحت' معاشی خوش حالی اور امن کے قیام کے لیے کوشش کریں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ میڈم طاہرہ لطیف صاحبہ۔ پلیز' مختصر کریں۔

سینیٹر طاہرہ لطیف: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سمجھتی ہوں کہ صدر کا عہدہ ایسا ہے کہ انہیں سب کے ساتھ neutral ہی رہنا پڑے گا۔ یہ پوری قوم کے صدر ہیں' صرف ایک پارٹی کے صدر نہیں ہیں بلکہ ہم سب کے صدر ہیں۔ انہیں ملک کی خوش حالی اور بہتری کے لیے کام کرنا چاہیے۔ مہنگائی کو کم کریں گے تو غربت بھی کم ہوگی۔ جو لوگ خودکشیاں کررہے ہیں اور خواتین بچوں کو بیچ رہی ہیں' یہ سب چیزیں ختم ہوجائیں گی اگر وہ مہنگائی کو control کریں گے۔ اس کے ساتھ ایک چیز اور ہے' وہ judges کو بھی بحال کریں گے۔ Law and order کی situation بہت زیادہ خراب ہے' اتنی خراب ہے کہ یہ تو باہر کی' بلوچستان کی باتیں کر رہے

ہیں، یہاں اسلام آباد میں کل پرسوں ایک بچہ اغوا کیا گیا ہے۔ وہ کہیں گاڑی پر جارہا تھا۔ اس کی گاڑی مل گئی ہے لیکن وہ خود نہیں مل رہا۔ میں رحمٰن ملک صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ چک شہزاد میں رہنے والے لوگ ہیں، ان کے بچے کا پتہ کریں۔ میں رحمٰن ملک صاحب کو لکھ کر دے دیتی ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ان سے دو منٹ علیحدہ جا کر مل لیں-----

سینیٹر طاہرہ لطیف، اچھا جی۔ اس کے ساتھ بیرونی اور اندرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے ہم سب دعا گو ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ صدر صاحب ملک کو اچھے طریقے سے چلالیں۔ اگر وہ چلائیں گے تو ان کے لیے ہی اچھا ہے اور وہ ایک لمبے عرصے تک ملک کو چلا سکیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سینیٹر امین دادا بھائی صاحب۔ ان کے بعد رخسانہ زبیری صاحبہ، ان کے بعد عباس کمیلی صاحب، ان کے بعد اقبال جھگڑا صاحب۔ Then we will finish it پھر دیکھتے ہیں treasury benches سے کون سمیٹتے ہیں۔

سینیٹر محمد امین دادا بھائی، شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ نے ویسے تو ایک منٹ دیا تھا لیکن میں کوشش کروں گا کہ تیس seconds میں ہی اپنی بات ختم کرلوں۔ جناب چیئرمین، میں جناب آصف علی زرداری صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور Between the Presidency and the Prime Minister جو تصادم ہمیشہ چلتا رہتا تھا، وہ بھی آصف علی زرداری صاحب کے President منتخب ہونے سے وہ وہ خدشہ ختم ہوا ہے۔ اسی کے ساتھ پارلیمنٹ کی supremacy کی بات جو ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کرتی رہی ہے، مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ آنے والے دنوں میں بھی پارلیمنٹ اورمضبوط ہوگی اورحقیقی معنوں میں supreme کہلائے گی۔ میں دعا گو ہوں اور امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ حکومت اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے صوبائی خودمختاری، law and order اور economic growth کے معاملات پر کام کرے گی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ جی۔ سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator (Engr.) Rukhsana Zuberi: Thank you Mr. Chairman.

I will begin with saluting the vision of my leader Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto, if she had not initiated a dialogue, this day would have not been possible. Asif Ali Zardari newly elected President has emerged as a statesman because he put pressure on the President by vote of no confidence in all the Assemblies and that really was a very important move and also

جو اس وقت ہمارے سامنے situation ہے وہ یہ ہے کہ سندھ جو urban اور rural divide کا شکار تھا، تصادم کا شکار تھا

he brought it together and today Sindh stands united and that is a very positive sign for this country. Balochistan and Pakhtoonkhwa also have put all their weightage behind this President, that also is a positive sign because those are the curse of the problems, you know it for the last five years he has been talking about these disputes. In Punjab also, we have half of the support. So, we stand today united behind one President Asif Ali Zardar. Congratulations.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Allama Abbas Kumaily sahib.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس ملک کی کشتی کافی عرصے سے ہچکولے لے رہی تھی۔ اٹھارہ اکتوبر کو اس کی سالمیت پر بھرپور وار ہوا لیکن پھر بھی یہ کشتی محفوظ رہی۔ ستائیس دسمبر کو یہ ملک ٹوٹ چکا تھا لیکن فوراً ہی آصف علی زرداری نے "پاکستان نہ کھپے" نہیں "پاکستان کھپے" کہہ کر اس ملک کو بچا لیا۔ اب چھ ستمبر کو یہ ملک بچ گیا ہے اور محفوظ ہوگیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ ملک محفوظ رہے اور ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رہے اور اس صورت ہی میں محفوظ رہ سکتا ہے کہ چاروں صوبوں میں ہم آہنگی ہو۔ اس کے قوی امکانات نظر آرہے ہیں اس لیے کہ آصف علی

زرداری خود ایک طرف سندھی بھی ہیں' دوسری طرف بلوچ بھی ہیں۔ لہذا بلوچستان اور سندھ میں جو دوری تھی' وہ ختم ہوجائے گی۔ پھر اس کے بعد ان کو propose بھی الطاف حسین نے کیا ہے۔ یعنی مہاجر سندھی اتحاد بھی ہوچکا ہے۔ اب چاروں چھوٹے بھائی ایک ہوچکے ہیں' پختونستان نے بھی support دی ہے' ہمارے اسفند یار ولی صاحب کی پارٹی نے بھی full support دی ہے۔ چاروں چھوٹے بھائی ایک ہوچکے ہیں اور ان میں کدورتیں ختم ہوچکی ہیں۔ اب صرف بڑے بھائی کو چھوٹے بھائیوں پر التفات کرنا ہے اور ان پر کرم کرنا ہے۔ اس طرح سے ملک محفوظ رہ سکتا ہے۔

آصف علی زرداری کی ایک خاص quality جو سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے مذاکرات کے ذریعے سے فتح حاصل کی ہے' مکے دکھا کر نہیں' ہاتھوں کو جوڑ کر فتح حاصل کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسی طاقت سے' عوامی طاقت سے' مجھے کہنے دیں کہ سب سے پہلا عوامی مقبول ترین صدر منتخب ہوا ہے۔ اگر direct elections ہوتے' تب بھی یہی result آتے۔ ان کو چاروں صوبوں سے عوام نے منتخب کیا ہے۔ یہ کمزور صدر نہیں ہے۔ مضبوط صدر ہے' با بصیرت صدر ہے اور نچلے طبقے سے آنے والا صدر ہے' یہ کوئی جاگیر دار صدر نہیں ہے یا کوئی industrialist نہیں ہے لہذا اسے عوامی مسائل کا ادراک ہے۔ ہمیں امید ہے کہ پیپلز پارٹی کا manifesto جو سب سے بڑا manifesto ہے عدل اور مساوات' اس پر عمل کریں گے۔ عدل نافذ کریں گے' justice نافذ کریں' justice, justice کسی ایک Chief Justice کو نہیں بلکہ .justice اس لیے کہ یہ خود بے انصافی کا طویل عرصے تک شکار رہے ہیں۔ لہذا یہ جیلوں کی اصلاحات بھی کریں گے اور ہر سطح پر انصاف نافذ کریں گے۔ پھر مساوات' مساوات جو اس پارٹی کا ہمیشہ سے slogan رہا ہے اور جس پر عمل نہیں ہوسکا' اب اس پر عمل ہونا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ ایک نیا turn آیا ہے' ملک بچ گیا ہے' ترقی کرے گا۔ یہ خود ایک vision رکھتے ہیں' ماہر اقتصادیات بھی ہیں' ماہر مذاکرات بھی ہیں۔ مذاکرات کے ذریعے سے' جیسے انہوں نے یہاں پر میدان جیتا ہے' بیرونی front پر بھی میدان جیتیں گے اور یہ ملک یقیناً محفوظ رہے گا اور آئندہ اس ملک کو کسی سے بھی کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے بشرطیکہ جو اندرونی خلفشار ہے' وہ ختم ہوجائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ اقبال جھگڑا صاحب۔ اقبال جھگڑا صاحب! توقع ہے کہ نواز شریف صاحب مبارک باد دے آئے ہوں اس وقت تک-----

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ یقیناً نواز شریف صاحب اور ہم گئے تھے۔ زرداری صاحب کو صدر پاکستان منتخب ہونے پر وہاں بھی ہم نے مبارک باد پیش کی اور میں اپنا فرض سمجھتا تھا کہ یہاں floor of the House سے بھی ان کو صدر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کروں۔ صدر منتخب ہونا بہت بڑی بات ہے اور ان کے منتخب ہونے کے بعد سب سے بڑی بات جو قوم کے لیے بھی اور اس پارلیمنٹ کے لیے بھی مبارک باد کی بات ہے کہ آٹھ سال بعد ہماری پارلیمنٹ مکمل ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین' اب تک ہماری پارلیمنٹ جو پچھلے پانچ سال میں آپ نے دیکھا' وہ نامکمل پارلیمنٹ تھی کیوں کہ Upper House اور Lower House تو elect ہو کر آگئے تھے لیکن ہمارا elected President نہیں تھا۔ آج elected President آگیا ہے' پارلیمانی عمل مکمل ہوگیا ہے' پارلیمنٹ مکمل ہوگئی ہے۔ یہ پاکستان کے لیے اور پاکستان میں جمہوریت کو استحکام دینے کے لیے بہت بڑی بات ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت کے لیے اور زرداری صاحب کے لیے بے پناہ challenges ہیں۔ Challenges & issues بے شمار ہیں لیکن اس وقت سب سے بڑا challenge war on terror ہے۔ War on terror آج جس حد تک پہنچ چکی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کو سنبھالنا آج آسان کام نہیں ہے لیکن اگر ہم نے war on terror جیتنی ہے تو ہمیں اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کرنا پڑے گی۔ ہم نے ایک پرائی جنگ کو اپنی جنگ بنا لیا ہے اور وہ بھی foreign dictation پر ہم نے اپنی جنگ بنا کر frontline state بن کر آج ہم نے یہ مصیبتیں اپنے لیے لی ہیں۔ آپ دیکھیں پاکستان کی تاریخ میں کبھی ایسی بات نہیں تھی لیکن پچھلی حکومت کی جو غلط پالیسیاں تھیں ان کی وجہ سے آج جو ورثے میں ہمیں ملا ہے' یہ چیلنج زرداری صاحب کو face کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہمیں اس وقت پرائی جنگ سے نکلنا پڑے گا اور جو یہ جنگ کروا رہے ہیں ان کو بھی یہ باور کروانا پڑے گا کہ طاقت کے استعمال سے war on terror نہیں جیتی جا سکتی' جتنا طاقت کا استعمال ہوگا اتنا ہی اس میں اضافہ ہوگا۔ اس لیے ہمیں اپنی پالیسیاں

بھی بدلنی ہوں گی اور ان قوتوں کو بھی یہ سمجھانا پڑے گا کہ آپ بجائے طاقت کے استعمال پر پیسے کا ضیاع ہو رہا ہے یہ اگر دہشت گردی کی جو بنیادیں ہیں یعنی آپ دیکھیں کہ افغانستان میں جو جنگ لڑی گئی اور اس میں اضافہ ہوا' اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر illiteracy ہے ' ان کو مارنے کی بجائے یہ پیسہ ان کی تعلیم پر' دو وقت کی روٹی ان کو مہیا کرنے پر اور غربت ختم کرنے پر خرچ کیا جائے' ان قوتوں کو یہ سمجھایا تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی آسانی سے یہ جنگ جیتی جا سکتی ہے۔ اس میں اب پاکستان ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ زرداری صاحب کو یہ کردار ادا کرنے کے لیے آگے آنا پڑے گا اور ثابت کرنا پڑے گا کہ اس ملک میں حقیقی جمہوریت ہے۔ حقیقی جمہوریت کے لیے ہم ہر قدم پر' جو بھی national interest کی بات ہوگی' ان کے ساتھ issue to issue basis پر تعاون کریں گے۔ جس issue میں ہمیں کچھ نظر آئے گا کہ وہ national interest میں نہیں ہے تو پھر ہم اپنا کردار بحیثیت اپوزیشن پارٹی ادا کریں گے لیکن جمہوریت کی گاڑی کو کسی طرح بھی ہم انشاء اللہ تعالٰی نقصان پہنچنے نہیں دیں گے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد جو challenges ہیں وہ آپ کو پتا ہے مہنگائی ہے' بے روزگاری ہے۔ ہماری معیشت کی جو حالت ہے وہ بھی بہت بڑے issues ہیں لیکن بنیادی issue war on terror کا حل اگر آپ نے ڈھونڈ لیا اور وہ بھی صرف اور صرف مذاکرات کے ذریعے اس کا سیاسی حل ڈھونڈیں گے تو آپ کو کامیابی حاصل ہوگی۔ آپ اس میں اگر کامیاب ہوگئے تو یقین کریں پاکستان کے تمام مسائل انشاء اللہ حل ہوں گے۔ اسی کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Mr. Wasim Sajjad.

سینیٹر طاہرہ لطیف، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گی کہ مجھے فون آیا ہے کہ بچہ مل گیا ہے لہذا میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. It is a good news. Mr. Wasim Sajjad.

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman, I am sorry I am a little late in coming to this House. On my behalf and on behalf of Pakistan Muslim League, because the Leader of the Opposition is not here, I would like to congratulate Mr. Asif Ali Zardari on having been elected to the very high and honourable office of the President of Pakistan. He has been elected by following a constitutional course, the democratic course. We had also fielded a candidate and there was also one other candidate and he got the highest number of votes and deserves to be elected and moved to that office. He has come into office at a very difficult time for Pakistan and it will require all his qualities, all his capabilities to deal with the difficult situation that we are facing at the moment.

Sir, the first question is what do we expect from the President of Pakistan to do? What are the expectations of the people? What are expectations of the Parliament? What do we expect him to do? If we look at the Constitution, it gives us one indication or what the requirements of the office of the President is. The Constitution says that the President shall represent the unity of the Federation. Now, it does not specifically say that he will hold a party office or not hold a party office. It does not say what activities are permitted to the President and what are not permitted to the President. But if we keep this phrase in view and we keep the circumstances of Pakistan in view, we can very clearly define the role of the President of Pakistan.

Sir, Pakistan is like a bouquet of flowers and in this bouquet of

flowers we are four provinces, each having its own history, its own culture, its political parties which are strong in their areas and then within Pakistan, within the provinces also there are parties which have other opinions on major issues. We have religious parties who have their niche in our political system. We have parties who have traditionally, as we call right of center although, this phrase is now no longer really relevant but we can still think, in political terms parties right of center, left of center . There are parties whose foreign policy objectives may be different from the other parties. The Pakistan Muslim League we followed a particular course in moving the economy forward. May be the Peoples party government have a different view on this. So, what do we mean when we say that the President should represent the unity of the Federation.

Now, if we compare the office of the President with that of the Prime Minister, the Prime Minister represents a political point of view and in a parliamentary system of government, the Prime Minister is on one side, the opposition is on the other side. It is the duty of the opposition almost on a daily basis to criticize the government, to expose their flaws, to give through their participation in Parliament a different philosophy to the people, so that when the matter ultimately comes to the people, they can decide whether this party is more deserving of their support or that party is more deserving of their support. But sir, the President of Pakistan, the Constitution says, represents the unity of the Federation which means that he is above the political phrase. He should be equally accessible to every party, every political shade of opinion, every person in

Pakistan. He should look upon, I would say somewhat like the Speaker and the Chairman of the Senate. He should look upon everybody as equal. He should be equally accessible. The President's House should not be barred for some persons and not barred for others. When there is a national issue and he has to advise because I believe that in a true parliamentary system of government and we do have to be moving towards this system of government, the President does not interfere in the day to day running of the government Even today although our Constitution gives special powers to the President, he can appoint the Chiefs of Staff, Airforce, Army and Navy. He appoints the Chairman Joint Chief of Staff Committee in his discretion. He appoints the Chief Election Commissioner in his discretion. He also appoints the Chairman Federal Public Service Commission in his discretion. He has the power to dissolve the National Assembly under certain circumstances. But sir, this is not a day to day functioning of the Government. These powers will be exercised when the time comes for their exercise. On a day to day basis, the President has a role, which I believe is similar to the role of the Queen in England. The role of the Queen of England even today is recognized has the right to warn

یعنی حکومت کو یہ بتائیں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے اس میں ذرا دوبارہ غور کر لیں۔

The right to encourage

کوئی اچھا کام ہو رہا ہے تو کہے کہ ٹھیک ہے یہ آپ اچھی بات کر رہے ہیں، آپ کریں

and the right to be consulted that is whenever a major policy decision is being taken, the President has a right to be consulted, to be informed.

کہ جی ہم legislation یہ لا رہے ہیں۔ انڈیا کے ساتھ ہم مذاکرات کرنے جا رہے ہیں یہ بات ہوگی تا کہ ان کا مشورہ آ جائے۔

But all this is done behind the scenes. Almost on a weekly basis, the Prime Minister of England meets the Queen, discusses with her but you will never see the pages of the national news papers being filled with the views of the President or of the Queen of England. So, the President has a role and in the performance of these functions that is the right to warn, the right to encourage, the right to be consulted, he heads it as a father figure. He should take all shades of opinion into consideration, meet every body; he should not act as a President of the Peoples Party any more. And although people have asked me, is there a legal requirement that the President Mr. Asif Zardari should give up party offices? I said no, the Constitution does not say but the spirit of the Constitution is that he should not hold a party office. W have precedence in the past also where the President once appointed to the the office, he dissociates himself from the party and becomes truly a father figure for the nation.

I am very happy, I must appreciate the fact that one of the first decisions which he has taken is to tell the Sindh Government that don't please declare holidays; Pakistan cannot observe this kind of recreation because an election has taken place and there should be a holiday in Sindh. We need to work hard, the road is long and there is a lot to be achieved and the problems which are confronting the present Government of today, are enormous problems.

As I said the other day Mr. Chairman, that I have been associated

with Parliament for a number of years. We have seen the history of Pakistan for so many years. I have never been more worried on the problems confronting the country than today. There are problems of economic nature which have been highlighted by my friends and colleagues; there are problems of political nature where you need, at least, to give the appearance for actual substance of political stability in the country because for the last six months, we have seen either PML (N) is part of the coalition or not part of the coalition and this has affected the Stock Exchange, it has affected investment, it has affected the value of the rupee. We need now to bring stability whatever they decide, whether they want to have this kind of Government or that kind of Government. But the impression should be that there is a stable Government and this Government knows how to take decisions. In the economic field some vital decisions need to be taken immediately. Sir, we don't see that those decisions are being taken. Now, that the Prime Ministerial office is stable, the President belongs to the same political colour, we do hope that immediately decisions will be taken to arrest the downslide in the economy. Sir, if the economy is facing problems, these are problems that other countries are also facing but the worry starts when the downslide doesn't stop and the downslide is continuing. So, if let us say, our reserves become stable today, even at 8, 9 billion, I would be happy man, at least the downslide has been stopped and now the things will be better. But if this downslide continues then you can imagine sir, what will happen in the next 2, 3, 6 months or a year. The downslide has to be

stopped which means that important crucial decisions have to be taken by the new Government to bring stability and more than that bring confidence in the economy of Pakistan. Sir, the downslide started, let me be very frank, when the then Finance Minister made a statement the very second day that we are in a mess. Sir, if the Finance Minister says that we are in the mess or the Prime Minister says we are in the mess how will the country be considered stable by out siders or even by the people within the country. The Government of the day must give confidence to the people and take decisions immediately to give their confidence to the poeple.

I agree with my learned friends that this question of extremism and terrorism which is becoming a huge monster, need to be redressed and again you can redress this with the support of the people, all the people are with you on this issue, all the people are going to support you in this issue, nobody likes that innocent people being killed and innocent children being killed whether all it is in Lahore or Pindi or Karachi. This is not Pakistan that we envisaged. This is not Pakistan that Quaid-i-Azam envisaged. We wanted a homeland for ourselves where we could live a life of peace. Where we could lead a life which could be stable but we never envisaged that the child would go to school and the mother being worried all day long whether he is going to come home or not. We never envisaged that the person would go to the factory for work and his dead body would come home in the evening. This is not Pakistan that was envisaged. Sir, these are the issues which need to be addressed. Political

stability, economic stability, extremism, terrorism and we do hope now that the President is there which belongs to the Peoples Party. I hope that he will dissociate himself but nevertheless we should have confidence that we have a President of our own. He will not destabilize us and also sir, I think, we need to move quickly on the agenda of the Peoples Party itself and the PML (N) to amend the Constitution. I would like to assure you that we will give you support on this. Repeal the 17th amendment, take away the power of 58 (b), it is no longer relevent, take it away and bring stability to the political system of Pakistan. So that no matter who becomes President, there is no concern even today, for example, I noticed that even their closed allies are concerned about an over powerful President. We want the President to be a symbol of unity. The President is a father figure. We need the President to be above political fray. Like in all parliamentary countries whether it is Australia, Canada, India and Great Britain. And the systems because we have been experimenting, we have experimented with a too powerful President, we have experimented with the too powerful Prime Minister, we have experimented by reacting to situations. In 1970s we had a very powerful Prime Minister and he made a Constitution which was Prime Ministerial in nature. There was a massive reaction against that and we had the huge movement in 1970. And one of the basis of that movement was that we need to bring balance because there is too powerful Prime Minister and what is the balance, we had a too powerful President. Then again during Nawaz Sharif's times, we repeal that 58 (b). Again it was brought back. I think sir, let us not experiment, let

us go with the rest of the world. Parliamentary systems have been successful in England, Canada, Australia and India because they followed the classical parliamentary system which is, a President, who is a ceremonial head, he is the symbol of the federation, who is given respect by everybody in the country, he symbolizes his country and the fray, the fight, the rivalries that take place on the floor of the House between the Prime Minister, representing his Government and the Opposition representing the opposite point of view. Let us not experiment, let us follow established patterns and I think that is where the success of our system lies.

So, thank you very much Mr. Chairman, once again I would like to congratulate Mr. Asif Zardari and I do hope that he will fulfill the expectations which the people of Pakistan have offered

جناب قائم مقام چیئرمین، Treasury Benches سے پرویز اشرف صاحب بھی وقت مانگ رہے تھے لیکن میرے خیال میں وٹو صاحب submit کریں گے۔ Specially یہ جو مبارکبادیں آئی ہیں، نصیحت بھی آئی ہے اور خواہشیں اور دعائیں بھی آئیں۔

میاں منظور احمد وٹو (مشیر برائے صنعت و پیداوار)، شکریہ جناب چیئرمین، سب سے پہلے تو میں سینیٹ کے نہایت ہی معزز اور محترم اپنے بہن اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے صدر پاکستان کے لئے محترم آصف علی زرداری صاحب کے انتخاب کو خراج تحسین پیش کیا، ان کو مبارکباد پیش کی اور ملک میں ایک سیاسی نظام اور سیاسی استحکام کے لئے اچھی توقعات ان سے وابستہ کیں۔ میں PPP کی طرف سے اور Treasury Benches کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے ان تمام معزز سینیٹرز کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی جناب چیئرمین! میں جناب آصف علی زرداری صاحب کے انتخاب کے بارے میں یہ کہوں گا کہ اس کو ناقدری عالم کا صلہ کہتے

ہیں کہ "مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا"۔ آصف علی زرداری صاحب صدر پاکستان منتخب
ہوئے ہیں تو اس کے پیچھے قربانیوں کی ایک لازوال داستان ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی شہادتوں
کی ایک لازوال داستان ہے اور اس کے پیچھے political struggle کی ایک لازوال داستان ہے اور
میں یہ کہوں گا کہ ایک ایسا leader کہ جس کی پارٹی اس وقت پاکستان میں سب سے بڑی سیاسی
جماعت ہے اور ایک ایسا leader جس نے یہ ثابت کیا ہے کہ زندگی کی دھوپ اور چھاؤں اس
نے دیکھی ہے اور جس نے گیارہ سال جیل کاٹی ہے اور پامردگی جواں مردی کے ساتھ کہ جناب
مجید نظامی نے بھی ان کو "مرد حر" کا خطاب دیا اور ایک ایسی سیاسی شخصیت کہ جو ایک تجربہ کار
سیاستدان ہے جس نے بیس، بائیس سال محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ مل کر سیاست کی اور جن کو
Opposition میں بھی رہنے کا experience ہے اور جن کو حکومت چلانے کا بھی
experience ہے۔ جناب چیئرمین! آپ جانتے ہیں کہ "there is no short cut to
experience." تجربے کا کوئی نعم البدل نہیں ہوا کرتا۔ اس لیے آصف علی زرداری صدر پاکستان
کے طور پر ایک نہایت ہی تجربہ کار سیاستدان کی حیثیت سے اس وقت منتخب ہوئے ہیں۔ میں یہ
بھی کہوں گا کہ زندگی کی ٹھوکریں best education ہے اور زندگی کی ٹھوکریں آصف علی
زرداری صاحب نے ہماری سیاسی برادری میں جتنی کھائی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کے خاندان
سے زیادہ یا ان کی ذات سے زیادہ ہماری سیاسی برادری میں جس کا تعلق بیشک پاکستان مسلم
لیگ (نواز) سے ہو، بیشک پاکستان مسلم لیگ (قائد اعظم) سے ہو، بیشک ANP سے ہو، بیشک
JUI سے ہو اور بیشک پاکستان پیپلز پارٹی سے ہو، کسی بھی سیاستدان نے اس وقت میں یہ کہہ
سکتا ہوں کہ جتنی صعوبتیں، تکلیفیں اور دکھ، جمہوریت کے راستے میں، سیاسی عمل کے راستے میں
اور ملک کے عوام کے حقوق کے راستے میں بھٹو فیملی نے اٹھائے ہیں اور جناب آصف علی
زرداری صاحب نے جتنی مصیبتیں برداشت کی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثال نہیں مل سکتی
اور اس کے لیے خوب کہا ہے کسی نے کہ "God brings men into deep waters not to
drown but to clean them." اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شخص جسے جیل کی صعوبتیں
برداشت کرتے کرتے گیارہ سال گزرے، آج وہ منصب صدارت پر جلوہ افروز ہیں کسی حکم کے
تحت نہیں، کسی dictator کے حکم کے تحت نہیں بلکہ وہ عوام کی حکمرانی کے دور میں عوام کے

ووٹوں اور پاکستان کے سولہ کروڑ عوام کی بھاری اکثریت کے ووٹوں سے منتخب ہوئے۔

میں یہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمیں جناب آصف علی زرداری صاحب سے نیک توقعات وابستہ ہیں، معزز اراکین نے بھی آصف علی زرداری صاحب کی ذات سے اچھی توقعات وابستہ کی ہیں۔ میرے محترم بھائی وسیم سجاد صاحب نے the role of President in a Parliamentary form of Government پر بے حد خوبصورت باتیں کی ہیں۔ جناب خورشید صاحب نے ملک کی economy کی حالت پر اور دوسرے معاملات پر بہت اچھی باتیں کی ہیں اور ہمارے دیگر بھائی اور بہنوں نے نہایت خوبصورت الفاظ میں Parliamentary Democracy کے بارے میں، صدر پاکستان کے فرائض کے بارے میں اور ان کے اس منصب کے بارے میں جو ان کو اس وقت اللہ کریم نے عطا کیا اور پاکستان کے عوام نے عطا کیا ہے، اس سے نیک توقعات وابستہ کی ہیں اور ان سے demand کی ہے کہ وہ ملک میں جمہوریت کے استحکام کے لیے کام کریں اور سیاسی استحکام کے لیے کام کریں اور وہ ملک کے سب لوگوں کے ساتھ مل کر چلیں۔

میں جناب چیئرمین! یہاں یہ بات عرض کروں گا کہ جناب آصف علی زرداری صاحب نے elections کے فوراً بعد جو role اختیار کیا ہے وہ پوری قوم کے سامنے اور پوری دنیا کے سامنے ہے کہ انہوں نے پرانی رنجشوں پرانی مصیبتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، ان پر جو مقدمات بنائے گئے تھے ان کو پس پشت ڈال کر، انہوں نے سیاسی مفاہمت کا راستہ اختیار کیا اور وہ بذات خود چل کر میاں نواز شریف صاحب کے فارم پر گئے، ان کے والد صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کی، ان کے لیے دعائے مغفرت کی، ان کے لیے نیک خواہشات کا اعلان کیا اور ان کے ساتھ مل کر چلنے کا فیصلہ کیا۔ جناب چیئرمین! پھر آپ نے دیکھا کہ جناب آصف علی زرداری nine zero پر گئے اور وہاں MQM کے قبرستان پر جا کر ان کے لیے دعائے مغفرت کی اور وہاں ان کے لیے خیر سگالی اور نیک خواہشات کا پیغام لے کر گئے جناب الطاف حسین کے ساتھ وہاں اکٹھے انہوں نے اس انداز میں باتیں کی کہ جس میں سیاسی مفاہمت کی بات نکلتی ہے، جس میں مل کر چلنے کی بات نکلتی ہے، جس میں ایک دوسرے کی عزت کرنے کی بات نکلتی ہے، جس میں سیاسی برادری کے لیے نیک جذبات رکھنے کی بات نکلتی ہے اور میں یہ کہوں گا کہ اس وقت آصف علی زرداری صاحب ایک سیاستدان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک statesman کی حیثیت اختیار

کر گئے ہیں کہ جس طریقے سے سیاسی مفاہمت کا راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ آج میں یہ بھی کہوں گا کہ ان کو پاکستان کے عوام نے اور سیاسی جماعتوں نے ایک اتنا بڑا mandate عطا کیا ہے کہ جس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ دو تہائی سے زیادہ اکثریت آصف علی زرداری صاحب کو election میں حاصل ہوئی ہے۔ جتنا میں نے ان کو تھوڑے عرصے میں جانا ہے، میری ان سے ملاقات رہی ہے، میں نے ان کو بطور سیاستدان دیکھا ہے، بطور انسان کے اور بطور ایک patriotic پاکستانی کے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج منتخب ہونے کے بعد بھی وہ سیاسی مفاہمت کا راستہ اختیار کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سیاسی جماعتوں کو تعاون کے لیے ان کو دعوت دیں گے، ساتھ مل کر چلنے کے لیے ان کو دعوت دیں گے۔ شریک سفر ہونے کے لیے ان کو دعوت دیں گے اور ملک کے مسائل کو مل بیٹھ کر حل کرنے کے لیے، مشاورت کے لیے اور قومی مسائل پر مکمل مشاورت کا عمل اختیار کرنے کی ان کو دعوت دیں گے اور ان کو ساتھ لے کر حکومت میں ان کو ساتھ لے کر چلنے کی دعوت دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ جناب آصف علی زرداری صاحب کی صدر منتخب ہونے کی وجہ سے، ملک میں سیاسی استحکام آیا ہے، سیاسی نظام introduce ہوا ہے اور آپ نے دیکھا کہ سب سے پہلے صدر منتخب ہوتے ہی انہوں نے کہا کہ میں پارلیمنٹ کے سامنے answerable ہوں گا۔ Parliament ایک supreme ادارہ ہے اور میں پارلیمنٹ کو جوابدہ ہوں گا۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ نئے منتخب ہونے والے صدر پاکستان سے ہم نیک توقعات بجا طور پر رکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے سیاست کا جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ جو انہوں نے منتخب ہونے کے بعد طرز عمل اختیار کیا ہے، وہ آپ کے سامنے ہیں۔ انہوں نے سندھ صوبے کی چھٹی ختم کروا دی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب چیئرمین! سینیٹ ایک سپریم body ہے چنانچہ اس کے decorum کا خیال رکھا جانا چاہیے، دو اجلاس ایک ہاؤس میں نہیں چل سکتے۔

Mr. Acting Chairman: I got your point

آپ کا message loud and clear ہے۔

میاں منظور احمد وٹو : جناب چیئرمین! وسیم سجاد کی خوبصورت باتیں پورے ایوان

نے اپنی تمام تر توجہ سے سنی ہیں اور اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر سنی ہیں۔ جناب وسیم سجاد صاحب کو اپنی سیٹ پر آکر حکومتی benches کی باتیں سننی چاہئیں۔ میں جناب انور بھنڈر صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ سینیٹ کا ایک اجلاس ہو سکتا ہے' دو اجلاس نہیں ہو سکتے۔ مجھے اتفاق ہے the longest period پنجاب اسمبلی کے سپیکر رہنے کا' آٹھ سال میں پنجاب اسمبلی کا سپیکر رہا ہوں' کبھی بھی میرے سپیکر شپ کے زمانے میں دو اجلاس پنجاب اسمبلی میں' میں نے نہیں دیکھے' نہ سنے نہ دیکھے' نہ میں نے ہونے دیئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جناب والا! Law and Parliamentary Affairs کے وزیر پیچھے بیٹھے ہوئے قانون کی بالادستی قائم کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد وٹو : جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت آپ الیکشن کے رزلٹ کو دیکھیں کہ تین صوبوں نے اور تینوں چھوٹے صوبوں نے بیک زبان جناب آصف علی زرداری کا ساتھ دیا اور بھرپور انداز میں ساتھ دیا ہے اور unprecedented اکثریت تینوں صوبوں سے ملی ہے۔ اس وقت میں یہاں پر یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ آصف علی زرداری صاحب کی صدارت میں یہ چیز establish ہوگی کہ وہ پاکستان کے وفاق کی ضمانت بن کر' صدر پاکستان کا role ادا کریں گے۔ وہ Federation کو متحد کرنے کا role ادا کریں گے۔ چھوٹے صوبے آصف علی زرداری صاحب کی صدارت کو اپنی صدارت سمجھتے ہیں۔ پنجاب کے عوام بھی آصف علی زرداری کی صدارت کو اپنی سمجھتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ چاروں اکائیاں مل کر آصف علی زرداری صاحب کی صدارت میں پارلیمانی جمہوریت کو آگے بڑھائیں گی۔ سیاسی استحکام کو آگے بڑھائیں گی اور سیاسی استحکام کے نتیجے میں ملک کے باقی مسائل انشاء اللہ تعالیٰ حل ہو جائیں گے۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ بلوچستان کے مسائل ' فاٹا اور سوات کے مسائل اور ہمارے ان بھائیوں کے مسائل وہ بلاشبہ war against terrorism کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے ہمارے اپنے ملک کے اندر بے چینی کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ اس وقت جو صورتحال ہے اس کو حکومت وقت تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ پچھلے دنوں سب دوستوں

کے علم میں یہ بات ہو گی کہ وزیراعظم نے on the floor of the House یہ بات کی تھی کہ یہ war against terrorism ہے ' یہ ہمارے فاٹا کے مسائل' ہمارے بھائیوں کے مسائل' سوات کے مسائل' شمالی علاقہ جات کے مسائل اور بلوچستان میں ہمیں اپنے بھائیوں کی تکالیف کا پورا پورا احساس ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کو دس دن چلانے کو تیار ہوں۔ میں اس کو دو ہفتے چلانے کے لیے تیار ہوں کہ وہ war against terrorism کے issue پر بحث کریں۔ اس میں نئی حکمت عملی کو سننے کے لیے میں تیار ہوں۔ میں ان کی آرا کو سننے کے لیے تیار ہوں۔ پارلیمنٹ کی supremacy کو میں تسلیم کرتا ہوں اور پارلیمنٹ جو بھی فیصلہ کرے گی میری حکومت من و عن اس پر عمل کرنے کو تیار ہے۔

جناب والا! ہم پارلیمنٹ کی منشا کے بغیر' پارلیمنٹ کی sense کے بغیر' ان کے احکامات کے بغیر کوئی عمل نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری foreign policy ہماری economic policy تمام کی تمام پارلیمنٹ کے تابع ہیں' پارلیمنٹ جو فیصلہ کرے گی ہم اس پر عمل درآمد کریں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ وزیر اعظم کی موجودگی میں ' موجودہ صدر پاکستان' آصف علی زرداری صاحب کی موجودگی میں war against terrorism میں بھی پاکستان کے عوام کی آرزوؤں کے مطابق' ان کی امنگوں کے مطابق' ان کی خواہشات کے مطابق اور on ground realities کے مطابق حکومت فیصلے کرے گی اور کوئی فیصلہ پاکستانی عوام کی آرزوؤں اور امنگوں کے برعکس نہیں ہوگا۔ میں آخر میں عرض کروں گا کہ سب سے بڑی بات جس کی اس وقت ضرورت ہے وہ سیاسی استحکام ہے۔ سیاسی استحکام کے لیے سب سیاسی پارٹیوں کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو مشاورت کی ضرورت ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کو حکومت کے ساتھ مل کر چلنے کی ضرورت ہے۔ وزیراعظم واضح الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ صدر پاکستان کے election کے بعد ہمارا کوئی ارادہ نہیں کسی صوبائی حکومت کو destabilize کرنے کا۔ ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ political stability کے برعکس کسی قسم کا کوئی اقدام اٹھائیں۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ سارے شبہات کو بالائے طاق رکھ کر' پس پشت ڈال دینا چاہیے اور ایک قوم کی حیثیت سے' ایک قوم کے ذمہ دار نمائندے کی حیثیت سے ہم مل کر بیٹھیں' سر جوڑ کر بیٹھیں' مشاورت کریں اور تمام قومی issues پر ایک consensus بنائیں

اور اس پر عمل کریں۔ اس سے پاکستان کی economy بھی بہتر ہوگی۔ پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کے حالات بہتر ہوں۔ پاکستان کے دیگر مسائل کے حل کا بندوبست کیا جائے۔ سولہ کروڑ عوام کی توقعات پر پورا اترنے کے لیے ہم کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. We move to item No. 8. please. Legislative business, Government Bill. Farooq H. Naek Sahib, Minister for Law and Justice Human Rights and Parliamentary Affairs will move item No. 8.

سینیٹر رضا محمد رضا : جناب چیئرمین! آپ کو علم ہے کہ کیوبا میں ایک ہزار میڈیکل سٹوڈنٹس ہیں اور بہت امیدوں کے ساتھ یہ بچے گئے تھے --

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ issue Bill move کرنے کے بعد نہ اٹھالیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا : نہیں میں نے رضا صاحب سے بات کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ پہلے اٹھائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب آتے ہیں' let him come

سینیٹر رضا محمد رضا : وہاں پر جو طالب علموں کے مسائل ہیں وہ بہت اہم مسائل ہیں۔ وہاں پران کو leading institutions میں داخلہ نہیں ملا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو Standing Committee on Education کے حوالے کیا جائے اس میں HEC والوں کو بلایا جائے' اس میں PMDC والوں کو بلایا جائے اور------

جناب قائم مقام چیئرمین : نائیک صاحب ادھر سے ہی اس کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم کو move کر دیتے ہیں۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک : کیا چیز ہے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین : ہمارے students studying abroad, کیوبا میں ہیں۔ کیوبا میں پہنچ گئے ہیں۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک : ٹھیک ہے جی۔

Mr. Acting Chairman: The matter is referred to the Standing Committee for Education.

سینیٹر رضا محمد رضا: میں رزینہ عالم صاحبہ کے حوالے کر دیتا ہوں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! بلوچستان میں جو Women University ہے ان کے فنڈز پر کٹ لگا دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بعد میں take up کرتے ہیں۔ جی نائیک صاحب۔

Legislative Business

The Registration (Amendment) Bill 2008 (deferred)

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that Bill further to amend the Registration Act, 1908 [The Registration (Amendment) Bill, 2008] be taken into consideration at once.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that the Bill further to amend the Registration Act, 1908 [The Registration (Amendment) Bill, 2008] be taken into consideration at once. Is it opposed?

Senator Ch.Muhammad Anwar Bhinder: Opposed sir.

Mr. Acting Chairman: It is opposed.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! پہلے جو Motion move کرتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ یہ Bill کیا ہے۔

سینیٹر فاروق حامد نائیک: آپ نے ایک دم oppose کر دیا۔ آپ بتانے کا موقع تو دیں ناں بھنڈر صاحب۔

Sir, the Registration Act 1908 inter-alia makes provisions for Registration of documents so as to give information to public regarding legal rights and obligations arising or affecting a particular property and to

perpetuate documents which may be of legal importance.

ابھی تک یہ ہوتا ہے کہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے کہ who is going to attest the said documents. اس کی وجہ سے

they are in order to prevent fraud; we want to bring this amendment that the documents requiring registration, being of legal importance demand that they should be registered through an advocate. To great extent this would prevent the cases of fraud committed in the registration of the immovable property

اور لوگوں کے جو مسائل ہیں، لوگوں کی جو properties ہیں، جو دھوکہ دہی سے register ہوکر کسی اور کے نام آجاتی ہیں، چاہے gift کے through ہوں، چاہے sale deed کے through ہو وہ چیز اس سے ختم ہو جائے گی

by including the words "through an advocate" in Section 17 of the Registration Act. That is the only purpose behind making this amendment in the said Act of 1908. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Yes, Senator Bhinder sahib.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! جہاں تک تعلق ہے کہ پاکستان میں یا اس ملک میں ایسی دستاویزات ہوں جن میں کوئی فراڈ نہ ہو اور فراڈ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ ہم سب سے پہلے اس کی support کریں گے لیکن کیا موجودہ ترمیم اس مقصد کو حل کرے گی یا اس مقصد کو حل نہیں کرے گی۔ میں اس کے متعلق کچھ وضاحت عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وکلاء کی معرفت رجسٹریشن ہو، میں خود اس برادری سے تعلق رکھتا ہوں اور قدرتی طور پر میری خواہش یہ ہوگی کہ جتنا بھی کام وکلاء کے لیے نکل سکے وہ بہتر ہے رجسٹریشن آئے اور وکلاء اس کو vet کریں۔ بڑی اچھی بات ہے کہ وہ اس کو vet کریں، وہ اس کو دیکھیں اور وہ دستاویزات ایسی تیار ہوسکیں جن پر کل کو عدالتوں میں کوئی نکتہ چینی نہ ہو سکے

یا عدالتوں میں کوئی اس میں ابہام نہ ہو۔ یہ ضروری ہے لیکن sir, جو amendment وزارت قانون لا رہی ہے وہ یہ ہے کہ ...The following document shall be registered یہ دفعہ سترہ یہ ایک لسٹ ہے کہ کون کونسے document compulsarily registerable ہوں گے اور پھر دفعہ اٹھارہ میں وہ دستاویزات دی گئی ہیں جو optional ہوں گی۔ اب جو دستاویزات لازمی طور پر قابل رجسٹری ہیں ان کی فہرست دفعہ 17 میں دی گئی ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ

The following document shall be registered if the property to which they relate is situated in a district in which if they have been executed on or after the date on which at number so and so came into force

اور پھر نیچے لسٹ آ جاتی ہے کہ ایک سو روپے سے زیادہ مالیت کی اگر کوئی property alienate کرے گا یا منتقل کرے گا تو اس کی رجسٹریشن بھی لازمی ہوگی۔ اگر کوئی instrument of gift آئے گا immovable property کا تو اس کی رجسٹریشن بھی لازمی ہوگی اور پھر 18 میں جا کے optional کیا گیا ہے کہ جس دستاویز کو کوئی رجسٹری کرانا چاہے یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ رجسٹری کرائے یا اس کی رجسٹری نہ کرائے لیکن 17 کے سب documents کی رجسٹری لازمی ہو گی۔

اب اس میں ان الفاظ کے ڈالنے کا ان کا جو مقصد ہے وہ ان کی language سے حل نہیں ہوتا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ The following documents shall be registered through an advocate. اب through an advocate کا جو تصور ہے اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے یہ کہیں ذکر نہیں کیا کہ کیا وہ لکھا جائے گا، وہ وکیل لکھے گا؟ کیا وہ وکیل attest کرے گا یا اس کے ساتھ وکالت نامہ لگانا ہی ضروری ہوگا کہ وہ وکالت نامہ ہی لگا دو، ایک رجسٹری بیع نامے کے ساتھ اور ان کے ساتھ جا کے پیش ہو جاؤ اور رجسٹری کرالو۔ کیا وہ attesting witness بنے گا؟ کیا دستاویز وہ لکھے گا؟ یہ ساری چیزیں مبہم ہیں۔ چاہیے ان کو یہ تھا، اگر ان کی یہی intention تھی تو یہ آخر میں ایک sub-clause add کرتے اور یہ کہتے کہ یہ جو documents ہوں گے، یہ جو compulsarily registerable documents ہیں ان کو وکیل تحریر کریں گے اور وہ vet کریں گے اور وہ پیش کریں گے۔

یہ جناب ابہام رکھا گیا ہے۔ اب جو اور بھی مطلب نکلے گا عدالتوں میں کہ جو دستاویز وکیل لکھے گا وہ تو compulsarily registerable ہوگی اور دوسری نہیں ہوگی۔ دوسری کیا optional میں آئے گی؟ کیا optional میں نہیں آئے گی؟ صرف تین لفظ add کر دینے سے وہ مقصد حل نہیں ہوتا جو موجودہ حکومت اس ترمیم کے ساتھ حل کرنا چاہتی ہے۔ اگر ان کی منشا sir یہ تھی کہ جو fraud ہوتے ہیں' وہ نہ ہوں تو پھر لوگوں کی identity کے متعلق، لوگوں کی تصدیق سے متعلق، لوگوں کی attestation سے متعلق یہ اگر قانون لاتے اور اگر یہ شقیں اس میں داخل کرتے کہ اس کی attestation وکیل کی معرفت ہو' attestation تو ویسے بھی sir, کوئی نمبردار آتا ہے تو وہ تصدیق کرتا ہے ۔ کوئی کونسلر آتا ہے وہ تصدیق کرتا ہے اور پھر اس کے علاوہ سب رجسٹرار کی تصدیق' اس کی اپنی تسلی سب سے بڑی تصدیق ہوتی ہے اور اس کے مطابق بھی رجسٹری کو تصدیق کیا جاتا ہے تاکہ فراڈ کم سے کم ہوں۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اگر through advocate ہوگی' اگر وکالت نامہ لگ جائے گا تو وکیل ہر پارٹی کو جانتا ہوگا۔ یا تو اس میں لکھیں کہ وہ وکیل اس کی تصدیق کرے گا جو اس کو جانتا ہوگا یا وکالت نامہ دے گا۔ اب ہمارے پاس بیسیوں لوگ آتے ہیں جو ہمارے واقف نہیں ہیں' جن کو ہم نہیں جانتے۔ وہ ہمیں وکیل مقرر کرتے ہیں۔ ہم ان کا شناختی کارڈ لگاتے ہیں اور اپنا وکالت نامہ دے دیتے ہیں۔ وہ شناختی کارڈ رجسٹرڈ ڈیل کے ساتھ بھی لگتا ہے' will کے ساتھ بھی لگتا ہے' gift کے ساتھ بھی لگتا ہے' رجسٹریشن برانچ والے بھی وہ سارا کچھ لیتے ہیں اور اس کے بعد تصدیق کرتے ہیں۔ کونسی ایسی چیز ہے جو اس amendment کے ذریعے ہمیں یہ assurance دے گی کہ اب fraud نہیں ہوں گے اور اب غلط دستاویزات نہیں لکھی جائیں گی۔ یا تو یہ لکھیں کہ اس دستاویزات کو وہ لکھے گا' تصدیق کرے گا' ساتھ جائے گا' تصدیق کرائے گا۔ Through an advocate لکھ دینے سے sir کم از کم میرے ذہن میں یہ ابہام ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میں registered deal کے ساتھ اپنا وکالت نامہ لگاؤں گا یا میں اس کو لکھوں گا یا میں اس کو بطور witness attest کروں گا یا میں اس کو بطور وکیل attest کروں گا۔ یہ ساری چیزیں ابہام create کرتی ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر مقصد یہ ہے کہ فراڈ کو اور ایسی دستاویزات کو ختم کیا جائے تو

میں اس کے حق میں ہوں کہ بالکل نہیں ہونی چاہئیں۔ ایک دستاویز بھی جعلی، فرضی اور کسی آدمی کو اس کی جائیداد سے محروم کرنے کے لیے معرض وجود میں نہیں آنی چاہیے لیکن موجودہ ترمیم اس کو cover نہیں کرتی۔ موجودہ ترمیم بالکل ناکافی ہے اور اسی لیے میں نے یہ گزارشات پیش کی ہیں کہ ان پر فاضل وزیر قانون غور فرمائیں اور اس کے متعلق مناسب تدارک اگر کرنا چاہیں تو صحیح language کے ساتھ، صحیح طور پر اس کی amendment لائیں۔ پھر ہم اس بل کو support کریں گے لیکن موجودہ ابہام کے ساتھ کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بل قابل منظوری نہیں ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, Kamran Murtaza Sahib.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب، جو کچھ بھنڈر صاحب نے کہا ہے میں بھی اس کی support کرتا ہوں۔ نائیک senior اور بڑے اچھے advocate ہیں، مگر اس دن بھی ایک بل آیا تھا۔ اب Treasury میں بیٹھے ہوئے اس کو oppose کرنا اچھا نہیں لگتا مگر اس کو بہت جلدی میں draft کیا گیا تھا، اس کو بھی بہت جلدی میں draft کیا گیا ہے۔ اس سے کوئی بھی مقصد حل نہیں ہوگا۔ کم از کم پچیس، چھبیس سال کی practice کے باوجود میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ through an advocate لکھ دینے سے اس کا کیا مقصد حل ہوگا؟ کیا وہ سب رجسٹرار کوئی court بن جائے گی جہاں وکیل صاحب جا کے وہ document رجسٹریشن کے لیے پیش کیا کریں گے۔ یہ مسئلہ یہاں پر حل نہیں ہو رہا۔ ان کی intention اچھی ہے۔ ہم نے Statement of objects پڑھی ہے۔ وہ ساری ٹھیک ہے مگر یہ تین لفظ لکھ دینے سے یہ objects achieve نہیں ہوتے۔ اس پر insist نہ کریں۔ ہم نے legislation کرنی ہے اور legislation صرف آج کے لیے ہی نہیں کرنی، ہمیشہ کے لیے کرنی ہے یا کم از کم اس legislation کو کوئی اور change نہ کر دے اس وقت تک کرنی ہے۔ اس لیے اس پر insist نہ کیا جائے۔ اس پر ایک چھوٹی سی کمیٹی قائم کرلیں یا دو چار لوگ جو legal minded ہیں یا جو اس پیشے سے وابستہ ہیں وہ بیٹھ جائیں وہ اس کو بہتر بنا لیں تو میرا خیال ہے مناسب ہوگا۔ شکریہ جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، مجھے بھنڈر صاحب اور کامران مرتضیٰ کی بات سے اتفاق ہے۔ جب یہ چیز آئی ہے تو میں نے ایک amendment بھی move کی تھی اور مقصد اس کا یہ تھا کہ رجسٹریشن کو اگر آپ نے authenticate کرانا ہے' اس کے دو ہی مقصد ہوتے ہیں یعنی ایک یہ کہ وہ authenticate ہو دوسری بات یہ ہے کہ وہ traceable ہو۔ Traceable ہونے میں یہ بڑا اچھا تھا کہ اگر وہ advocate کے ذریعے' ہو تو معلوم ہوا کہ کوئی ہے جس کو آپ protect کر سکتے ہیں۔ مسئلہ سارا اس بات سے پیدا ہوتا ہے کہ خاص طور پر immovable property کے اندر پنجاب میں خصوصیت سے پانچ پانچ اور دس دس بار ایک چیز بکتی ہے' اسے ٹھیک ہونا چاہیے لیکن وہ محض اس طریقے سے نہیں ہو سکتا۔ صحیح راستہ اس کا رجسٹری ہی ہے جو ساری دنیا میں اختیار کیا جا رہا ہے' computerised ہے تاکہ اس میں گڑ بڑ نہ ہونے پائے لیکن یہاں اگر آپ یہ ڈالنا چاہتے ہیں تو کم ازکم یہ وضاحت تو ہو کہ advocate کس حیثیت سے اس کام کو انجام دے گا اور اس معاملے میں اس کی آئندہ ذمہ داری کیا ہوگی۔ اگر یہ بات واضح نہیں ہوتی ہے تو پھر ہم اس amendment سے کچھ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نائیک صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جہاں پر یہ بات ہے کہ advocate Sahib اس کو vet کرتے ہیں۔ وہ وہاں پر responsible ہوتے ہیں۔ وہ damage اس کے against claim کیا جا سکتا ہے۔ جیل کا مجھے پتا نہیں تھا اور sue کیا جا سکتا ہے اس ایڈوکیٹ کو اور اگر اس نے documents properly according to law تیار نہیں کیا ہے تو اس کے consequence اس کو بھگتنے ہوتے ہیں۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، جی نائیک صاحب۔

Senator Farooq Hamid Naek: With due respect to my friends

ایک document register ہوتا ہے' ایک attestation ہوتی ہے۔ یہ vetting and

drafting کی بات نہیں ہے جو بھنڈر صاحب کر رہے ہیں کہ ایک document کو vet بھی
وہی کرے، draft بھی کرے۔ Drafting is something else. It has got nothing to do with the registration or the Registration Act. Drafting is something else. ایک وکیل نے draft کیا اور اسی نے اس کو vet کیا۔ پھر اس نے اپنے client کو دے دیا۔ وہ چیز اور ہے۔ یہ بات ہے registration کی۔ جب آپ ایک document لے کر جاتے ہیں registration کے لئے with the Sub-Registrar, documents ادھر جب وہ پوچھتا ہے کہ attest کون کر رہا ہے، اس کا ایک column ہوتا ہے، آج کل تو کوئی بھی attest کر دیتا ہے۔ اگر وکیل attest کرتا ہے تو اس پہ لکھا ہوتا ہے

attested by an Advocate. That is the purpose behind making an amendment in this Registration Act that the registration will be really the registration, we are not in talking about the drafting, we are not talking about the vetting of the document. All we are talking about the registration of a document. When he goes before the sub-registrar documents, it will be attested, it will be presented to an advocate. Presentation

کی بات ہے۔ اس پہ لکھا جاتا ہے کہ presentation کیوں کی گئی ہے۔

(مداخلت)

Senator Farooq Hamid Naek: Presentation

کی صرف بات ہے۔ جو کام کرتا ہے registration کا اس کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ Registrar ایک line ڈالتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ کس کے through یہ document present کیا گیا ہے؟ تو مقصد ہوا کہ اگر وکیل کے through کیا گیا ہے تو وکیل اپنا Bar Association کا نمبر لکھے گا۔ وہ اس کو attest کرے گا seller کو یا vendor کو یا vendee کو تو اس کے اوپر ایک طرح سے ایک responsibility آئے گی کہ وہ اس آدمی

کو attest کر رہا ہے۔ مقصد ہے صرف ایک دو الفاظ add کرنے کی Section 17 of the Registration Act کے اندر، جہاں تک optional document کی بات کی ہے وہ Section 18 is talking about that whether a document is optionally registered or not. If it is not registration then Section 1 7 does not arise. The moment it becomes registerable the option is finished. Then only Section 17 arises. Then the question of making amendment in Section 18 does not arise at all in these circumstances.

تو میں اپنے Opposition members کو صرف یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک practical difficulty ہے۔ Technicalities پر مت جائیں۔ عوام کے فائدے کی بات کریں اور Opposition for the sake of opposition نہ کریں۔ That is all I will make a request.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں تو جناب! اپوزیشن میں نہیں ہوں۔میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس کو جلدی میں نہ لیں۔ ایک دن ٹھہر جائیں اس کو next میں رکھ لیں، اس پر بات کرلیں۔ میں تو اپوزیشن میں نہیں ہوں ۔میں نے تو خواہ مخواہ اپوزیشن نہیں کرنی ہے۔ جس بات کا نائیک صاحب ذکر کر رہے ہیں وہ identify کرنے کا ذکر کر رہے ہیں ۔ Identify کوئی بھی کر سکتا ہے ۔ Identify کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے ۔فرض کریں کہ پری گل کو میں برقع پہنا کر لے گیا کہ جناب ! یہ ----

(قہقہے)

جناب قائم مقام چیئرمین: سارے ہاؤس میں آپ نے میڈم پری گل صاحبہ کو برقعہ پہنایا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں ، بہن سکتی ہیں وہ میری بہن ہیں--- یہ میرے ساتھ چلی گئیں اور جا کر میں نے نام بتا دیا کہ پری گل wife of Raza Sahib تو اب وہ identify نہیں کرتا ۔ وہ identify کرکے ایک آدمی کو identify کرتا ہے وہ ایک اور بات ہے ۔یہاں پر

attestation کی بات ہے ۔اس سے یہ مقصد حل نہیں ہو رہا ہے ۔اس لیے ضد نہ کریں ۔اس پر ٹھہر جائیں۔

جناب قائم مقام چیئر مین ، اس وقت time ایسا ہے ----

سینیٹر فاروق حامد نائیک، میں عرض کروں کہ کامران صاحب نے -----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بغیر برقعہ or with برقعہ اب آپ کی مرضی ہے ۔ Amendment برقعے کے ساتھ پاس کریں یا without برقعہ --

سینیٹر فاروق حامد نائیک، کامران صاحب یہ بات سمجھ رہے ہیں ۔ This is only the question of attestation of a document اور اگر ایک وکیل یا ایک جج بھی کورٹ کے اندر کہتا ہے ۔میں آپ کو عرض کروں کہ جب ایک خاتون آتی ہے اور انہوں نے پردہ کیا ہوتا ہے تو یہ جج کا فرض ہے کہ وہ اس کا نقاب اٹھا کر دیکھے تاکہ یہ پتا چلے کہ whether she is the same person or not کیونکہ جج ، قاضی کا منصب ایسا ہے کہ جب بھی رجسٹریشن ہوگی that is a job of the Registration of the document and the laywer to see to it that the identification is proper

بات پردے کی نہیں ہے ۔ کامران صاحب سے with due respect میں بات کروں گا اور یہ جو خالی بات ہے attestation کی this is all and nothing else. کہ صحیح شخص کو ایک وکیل attest کر رہا ہے اور وکیل liable ہوگا responsible ہوگا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، بس اس بحث میں نہ پڑیں۔ Level of energy is lowing. Bhinder Sahib, please comment.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب ! three stages ہیں documents کی ۔ ایک ہے presentation کی ، دوسری ہے attestation, تیسری ہے final registration. یہ تین stages ہیں اور وزیر قانون صاحب جو فرما رہے ہیں وہ Section 23 ہے وہ Section 17 نہیں ہے ۔ سترہویں صرف list of documents

ہے جن کی compulsory registration ہے اور presentation 23 ہے۔ پھر ۲۳ میں amendment لے کر آئیں کہ presentation اس کی طرف سے ہوگی۔ Presentation اگر ہوگی تو compulsory documents کی فہرست میں اس کو نہ ڈالیئے۔ صرف تین لفظ ڈالنے سے آپ اگر چاہیں کہ یہ ساری خرابیاں ختم ہو جائیں گی تو وہ فراڈ ختم نہیں ہوں گے۔ Presentation کے لیے Section 23 ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ایک اور بہت بری بات ہو گی اور وہ یہ ہوگی کہ اب وکیل جو attest کرے گا یعنی اس کے against فیس لے گا یعنی پری گل کو میں identify کرنے کے against فیس لوں گا تو کتنی بڑی بات ہوگی کہ وکیل اس بات کے پیسے لے گا یعنی یہ اس وکیل کے پیشے کے بھی خلاف ہو جائے گا۔

Mr. Acting Chairman: I think, you want to put it before the House.

رضا صاحب۔ ساری اس discussion کے بعد بھی جو points of view different آرہے ہیں۔

(متعدد آوازیں اس کو defer کریں)

I give the House two minutes.

(Pause)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, let it be deferred for the moment.

Mr. Acting Chairman: O.K. The sense of the House is that the Bill should be deferred. You would like to take another bill.

اس میں معمولی amendments ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب والا رضا ربانی اور فاروق نائیک صاحب کا یہ بڑا پن ہے کہ انہوں نے اسے انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔

Mr. Acting Chairman: So, we next move to the points of order.

Allama Abbas Kumali Sahib.

ان کا ج کے بارے میں ہے۔ میں نے آج کاظمی صاحب سے منصفانہ زیادتی کی ہے۔ انہیں یہاں تین گھنٹے بٹھائے رکھا ہے۔

Point of Order

Hajj Quota for Members of Parliament

سینیٹر محمد عباس کمیلی ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میرا point of order نہیں ہے بلکہ میرا Call Attention Notice ہے اور Adjournment Motion بھی ہے۔ آپ نے اس کو point of order میں رکھ دیا ہے ۔ Anyhow مجھے اس پر بھر پور اظہار خیال کرنا ہے ۔ مسئلہ ہے private tour operators scheme میں حج کوٹے کی تقسیم کا۔ پورا ایوان گواہ ہے، شاہد ہے کہ پچھلے دور میں انتہائی corruption ہوئی ہے۔ حج کوٹے کی تقسیم میں اور دونوں ایوانوں میں اس پر بھر پور بحث ہوئی ہے، لڑائی جھگڑے ہوئے ہیں۔ زمرد خان صاحب جو پیپلز پارٹی کو represent کرتے تھے انہوں نے پوری list, documents کے ساتھ پیش کی۔ ایک اور MNA نے بھی پیش کی اور نا گفتہ بہ حالت ہوئی ہے National Assembly میں ۔ یہی حال سینیٹ میں ہوا ہے۔اندھادھند corruption ہوئی ہے۔ کسی باپ بیٹے کو یعنی دونوں کو quota دیا گیا ہے۔ کہیں داماد اورسسر، دونوں کو کوٹہ دیا گیا، کہیں دو دو بھائیوں کو quota دیا گیا، کہیں ایک ہی خاندان کے کئی کئی افراد کو quota دے دیا گیا۔ جناب والا! کہیں 1000. کہیں 800, کہیں 1500, کہیں 700, کہیں 300, اور کہیں 100، 100 کا quota دیا گیا۔ یعنی انتہائی corruption ہوئی ہے اور اس پر دونوں ایونوں میں سخت احتجاج ہوا ہے۔ اس کے بعد یہ ہوا ہے کہ اس معاملے کو وزیراعظم کے نوٹس میں لایا گیا۔ وہ بھی پریشان ہوئے لیکن سابق سیکرٹری اور سابق وزیر مذہبی امور کی ملی بھگت سے یہ سب کچھ ہوا ۔ دونوں ایوانوں کی Standing Committees on Religious Affairs سراپا احتجاج تھی اور دونوں کی recommendations کو انہوں نے نہیں مانا۔ بات یہاں تک آئی کہ

پھر Supreme Court اور High Court کو رجوع کیا۔ Supreme Court نے سینیٹرز کی ایک کمیٹی بنائی تھی کہ وہ اس کا جائزہ لے اور وہ اپنی recommendations پیش کرے۔ اس کے اراکین بھی یہاں موجود تھے۔ یاسمین شاہ صاحبہ اور ہمارے اسرار اللہ زہری صاحب اس کے ممبر تھے اور محمد مری صاحب تھے۔ ایک اور ہمارے فاضل سینیٹر تھے۔ ان کی recommendations کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا اور Supreme Court کو جھانسہ دیا گیا اور اس کے بعد یہ معاملہ جوں کا توں رہا۔ جہاں یہ سب کچھ ہوا' وہاں ایک پوری ملت کے ساتھ جو دوسرے نمبر پر ہے' صرف 3 % quota دیا گیا' 250 کا quota دیا گیا' 80,000 میں سے' یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کہاں کا عدل ہے؟ بہت شدید دھاندلی ہوئی تھی۔ وزیراعظم نے بھی وعدہ کیا اور اسی House میں اعجاز الحق نے بھی ہم سے وعدہ کیا لیکن کوئی ایک وعدہ پچھلے دور میں پورا نہیں ہوا' سراسر دھاندلی ہوئی ہے۔ بتائیے یہ کونسا عدل و انصاف ہے کہ کہیں 800 کا کوٹہ ہے' کہیں 1500 کا کوٹہ ہے اور کہیں 50 کا کوٹہ ہے؟ اس کے بعد اب وہ وزیراعظم بھی نہیں رہے اور وہ سابق وزیر بھی نہیں رہے۔ وہ سب چلے گئے ہیں اور سیکرٹری صاحب بھی نہیں رہے۔ اب تو دور بدل چکا تھا' اب تو ہمیں عدل اور انصاف کی توقع تھی۔ اب تو مساوات کی توقع تھی۔' ہم اس سلسلے میں خورشید شاہ صاحب سے بھی' جب ان کے پاس عارضی طور پر چارج تھا' ملے تھے تو انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ مجھے یہ علم ہے حج کوٹہ کی تقسیم میں سراسر دھاندلی ہوئی ہے' ہے' سراسر corruption ہوئی ہے۔ جناب والا! یہ حج کوٹے کی تقسیم میں ہوئی ہے' کسی اور معاملے میں نہیں ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کسی اور معاملے میں بھی نہیں ہونی چاہیے۔ اسلام کے نام پر بہت کچھ ہوا۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی ، جناب والا! میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں کہ corruption تو پچھلے دور میں سابقہ سیکرٹری نے کی' سابقہ وزیر مذہبی امور نے کی اور انہوں نے الزام پورے ایوان پر لگایا' تمام Parliamentarians پر لگایا کہ جن کو 5,5 کا quota ملا تھا کہ انہوں نے یہ quota بیچا ہے' فروخت کیا ہے۔ اس کے خلاف میں نے تحریک استحقاق بھی

پیش کی ہوئی ہے اورمعلوم نہیں کہ یہ کب ہمارے چیئرمین صاحب اسے ہاؤس میں لاتے ہیں۔ الزام یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ بالکل یہ اس کی مثال ہے ۔جناب والا! ان کو اپنے کئے کی سزا ملی، ان کی term extend نہیں ہوئی حالانکہ ہر ایک سے سفارش کروا رہے تھے کہ میری term کو extend کیا جائے۔ اب جب یہ دور آیا تو خورشید شاہ صاحب سے بھی ہم ملے ۔ انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ Supreme Court میں ہے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں اور وہ اس floor پر آکر جواب دیں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا یا نہیں کہ جن کے کم نمبر ہیں 100 سے بالخصوص 80 ہیں اس کو 100, 100 کیا جائے گا لیکن کچھ عرصے کے بعد یہ چارج ان کے پاس نہیں رہا اور ہمارے مولانا صاحب کے پاس یہ چارج ہے ۔ ہم ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی ہم سے وعدے کئے اور ہمارے علاوہ بھی کچھ ہمارے ساتھی ملے تھے ' ان سے بھی باتیں کی ہیں اور کہا تھا جہاں تک ہوسکے گا' انصاف کروں گا ۔ ہم نے ان کو ایک list بھی پیش کی اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں کم از کم اس list پر قینچی نہیں چلاؤں گا جو بھیجتے ہیں ۔ اب نہیں پتا کہ قینچی چلی ہے یا خنجر چلا ہے' تلوار چلی یا توپ چلی ہے ' پتا نہیں کہ کیا چلا ہے ۔ دیکھئیے' اگر کسی tour operator نے corruption کی ہے اور اس کے خلاف charges ہیں تو آپ اس کو blacklist کریں' آپ اسے ایک شخص کا بھی quota نہ دیں لیکن یہ کونسا انصاف تھا کہ ہر ایک 5 سے 10 تک quota کم کیا گیا ' کسی کا آدھا کر دیا گیا اورکسی کا double کر دیا گیا۔ یہ کونسا criterion تھا کہ اس کے تحت 5, 5 اور 10, 10 کا quota کم کیا گیا۔ جن کا آپ نے دگنا کیا' وہ کون خوش نصیب لوگ تھے' وہ کون تھے ' وہ مجھے نہیں معلوم۔ یہ مجھے ان صاحبان میں تو نظر نہیں آ رہے ہیں کہ جن کا quota double ہوا لیکن کچھ کے نام قرعہ فال نکلا ہے ۔ یہ ہم criterion جاننا چاہتے ہیں کہ جن کا quota ڈبل ہوا ہے' وہ کیوں ہوا ہے ۔ وہ کس بنیاد پر ہوا ہے ' انہیں کونسی سیاسی رشوت دی گئی ہے اور پھر ہم نے سنا ہے کہ باہر سے بھی کسی کو بہت بڑا quota دیا گیا ہے

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی ، وزیر صاحب نے کہا کہ کچھ مجبوریاں تھیں ' کچھ pressure

آیا جس کی وجہ سے ہمیں ردو بدل کرنا پڑا ہے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسا pressure تھا ' یہ امریکہ کا pressure تھا یا یہ طالبان کا pressure تھا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: حج پر کیا امریکہ اور طالبان کا pressure تھا؟

سینیٹر محمد عباس کمیلی: نہیں جناب! امریکی حج بھی ہوتے ہیں۔ لہذا یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ کونسا pressure تھا ۔ میں بھر پور گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ پھر Standing Committee on Religious Affairs کی کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور تین دن کے اندر اس پر فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ کمی بیشی' یہ بندر بانٹ کس طرح سے ہوئی ہے۔ یہ منصفانہ ہوئی ہے یا غیر منصفانہ ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ گزارش ہے کہ تھوڑا تھوڑا اور مختصر بولیئے کیونکہ تین بج گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں افطار کے لئے پکوڑے اور کھجوریں منگوانی پڑیں۔ پہلے لیاقت بنگزئی صاحب کو دے دیں پھر آپ کی باری اور پھر ڈاکٹر مالک ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں واقعی داد دیتا ہوں اپنے محترم وزیر موصوف کو کہ وہ مسلسل چھ گھنٹے سے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ وہ بڑے صبر و تحمل سے بیٹھے ہیں لیکن جناب میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے بلوچستان سے جتنے بھی حجاج کرام جاتے ہیں ، بمشکل وہ پورے system میں چار فیصد یا پانچ فیصد بلکہ' اڑھائی فیصد ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں ہماری بلوچستان کی حکومت کے وزیر اعلیٰ صاحب بھی آئے تھے اور اراکین کابینہ بھی آئے تھے ۔ Prime Minsiter سے بھی ہماری ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ بلوچستان کو حج کی قرعہ اندازی سے مستثنیٰ قرار دیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ایک تو آبادی کم ہے' پھر غربت ہے ۔لوگ بڑی مشکل سے اپنے لئے 20 سال کے بعد 10, 10روپے 20, 20 جمع کر کے اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ حج کے لیے رقم جمع کر سکیں ۔ اس لیے جب ان کے پیسے مکمل ہوجاتے ہیں تو پھر یہ بے چارے درخواستیں دیتے ہیں تو انہوں نے ہم سے حج کی قرعہ اندازی سے مستثنیٰ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے موجودہ Minister صاحب اس وعدے کو نبھانے کی بھر پور کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین، میں یہ دوسری گزارش کر کے بیٹھ جاؤں گا کہ ہر سینیٹر کو انہوں نے 10,10 کا quota دیا ہے۔ یعنی قرعہ اندازی کے بعد جن لوگوں کا نام نہ نکلا تو پھر انہیں لوگوں کا، دس 10 آدمیوں کے نام انہیں دے دیں گے ۔ جناب والا! اگر وہ بلوچستان قرعہ اندازی سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں تو بلوچستان کے جتنے سینیٹر ہیں، ان کو کوئی شکایت نہیں ہوگی اور پھر ہم ایسے لوگوں کا ایک نام بھی نہیں دیں گے۔ وہ ہمارے حاجیوں کو مستثنیٰ قرار دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ جناب اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین یہ جو مسئلہ ہے----

جناب قائم مقام چیئرمین، مختصر کرتے جائیں کیونکہ وزیر صاحب نے جواب بھی دینا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، دو اجلاس پہلے، میرا ایک question تھا کہ بلوچستان کا دو تین سالوں سے tour operators کا quota کم کیوں تھا۔ میرا یہ سوال متعلقہ committee کو refer کیا گیا کہ وہاں اس کو دیکھیں گے۔ کمیٹی میں خورشید شاہ پیش ہوئے اور خورشید شاہ نے کہا کہ میں سعودی عرب جا کر meeting کروں گا اور پھر میں آ کر بلوچستان کے حوالے سے آپ کو مطمئن کر سکتا ہوں کہ وہاں کیا position ہے۔ پھر درمیان میں خورشید شاہ تو ہٹ گئے۔ بیس تاریخ کو کمیٹی کا اجلاس تھا ۔ میں وہاں گیا اور وہاں ہمارے کاظمی صاحب اور سیکرٹری وغیرہ تھے ۔ وہاں دوبارہ point raise کیا کہ آپ بلوچستان میں اس کو population سے مشروط نہ کریں۔ بلوچستان کی آبادی گو کم ہے لیکن وہاں سے زیادہ حاجی جاتے ہیں ۔جس صوبے سے زیادہ حاجی جاتے ہیں، اس کے مطابق اس کا کوٹہ بڑھایا جائے تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے، ہم آپ کو مطمئن کریں گے، آپ کو بلائیں گے ۔ میں جب سیکرٹری صاحب سے ملا کہ آپ مجھے مطمئن کریں۔ آپ وہ bio-data منگوائیں، مجھے اس کی detail بتائیں۔ میں ایک ممبر ہوں، میرا right ہے ۔ میرا استحقاق ہے ۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کا کوٹہ بہتر ہے ۔ میں نے کہا کہ بہتر نہیں، مجھے وہ figures بتائیں۔ دیکھیے آج تک مجھے نہیں بتایا گیا اور اس دفعہ جناب چیئرمین! میں نے، بلکہ اپنے بہت سارے ساتھیوں سے ذکر بھی کیا جو ہمارے کچھ ذمے دار بیٹھے

ہوئے ہیں ' Leader of the House یا فاروق نائیک صاحب ' کاظمی صاحب ' دوسرے کچھ ہمارے مہربان تھے ۔ میں نے کہا کہ پچھلے دو تین دفعہ کرپشن ہوئی ہے لیکن اس دفعہ کرپشن کا ریکارڈ توڑا جا رہا ہے ۔ آپ اس کا نوٹس لیں اور جہاں سے یہ ہو رہی ہے' اس کا ابھی سے نوٹس لے لیں کہ مسئلہ اٹھے گا اور یہ پریس میں آئے گا اور یہ آپ کے ایوانوں میں آئے گا۔ حج ایک ثواب کا کام ہے' اس میں بھی اگر یہ مارکیٹ میں بیس لاکھ پچیس لاکھ پر بک جائیں تو پھر کیا بنے گا ۔ ابھی وہ الزام لگاتے ہیں کہ Member of Parliament کو میں نے ان کا کوٹہ دیا ہے ۔ پورا ہاؤس بیٹھا ہوا ہے' وہ بتائیں کہ کس سینیٹر کا اس نے کوٹہ دیا ہے ۔ پرسوں جب ہم ووٹ ڈالنے گئے تو سب رو رہے تھے کہ ہمارا کسی کا نہیں ہوا ہے ۔ ابھی پتا نہیں ہے' نہ فرشتوں نے دیا ہے یا یہ کوٹہ جو انہوں نے لسٹ بنائی ہے اور جو بلوچستان کو بڑھانے کی بجائے' پورے بلوچستان میں جناب! انہوں نے سات کمپنیوں کو بڑھایا' پچاس پچاس یا پتا نہیں ۸۰۔ صرف سات کمپنیاں اور جو بلوچستان کا کوٹہ تھا ' اس کو اسی سے پچاس کر دیا ہے۔ اگر اسی سے تیس کر دیا ہے ' بجائے اس کے کہ ہم نے یہاں مسئلہ اٹھایا تھا کہ بڑھایا جائے' ہمیں یہ جواب دیا گیا کہ بلوچستان کو بڑھانے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ ہم ان کو گھٹائیں گے ۔ ہر جگہ پر بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور میں نے بھی منسٹر صاحب کو کہا تھا کہ بھئی یہ ممبر ہیں' نمائندے ہیں' اپنے علاقے کے لوگ ہیں' دوست ہیں' ان کی بھی اگر وہ سفارش کریں لیکن انہوں نے کسی کی بھی سفارش نہیں کی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے یہ کمیٹی کو بھیجا جائے جناب چیئرمین' کاظمی صاحب خود بھی اس پر راضی ہوں گے اور وہ خود بھی میرے خیال میں بے بس تھے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ راضی بھی ہوں گے' بے بس بھی ہیں!!

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی، نام وغیرہ لسٹ پر کہیں اور سے آ رہے تھے' پتا نہیں' وہ تو میں نام نہیں لینا چاہتا' بلکہ ہمارے پاس ثبوت بھی موجود ہوں گے ۔ جن کے لوگوں نے گند کیا' ان ساری چیزوں کی انکوائری ہونی چاہیے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، .Thank you ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد المالک، میں تھوڑی سی فاروق صاحب کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہماری information میں یہ آیا ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے جو CSS کے exam میں aggregate جو تھا، 50% وہ بلوچستان کے لیے 45% ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، بات پھر misplace ہو جاتی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر عبد المالک، حج پر پھر بولیں گے۔ ان کا کوٹے کا مسئلہ ہے۔ میرا بھی کوٹے کا مسئلہ ہے۔ جو 45% ہے اس نے اگر announce کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کو check کرلیں، اس کو notify کرلیں۔ یہ بھی ایک important مسئلہ ہے۔ وہ بعد میں دونوں جواب دے دیں۔ دوسرا میرا مسئلہ یہ ہے کہ بڑے کالجز جو اسلام آباد کے ہیں، ان میں اگر واقعی ہمارا کوٹہ ہے تو kindly جو انہوں نے post merit پر رکھے ہیں، اس کو qualify نہیں کررہے، ہمارے کچھ لڑکے رہ گئے ہیں، آپ ان کو admission دلوا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم پری گل صاحبہ آپ بھی حج کوٹے کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہیں؟ جی بول لیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میں تو مولانا فضل الرحمان سے کوٹہ لینے لگا ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل، میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے تمام ایم این ایز اور سینیٹرز کو جو دس دس کا کوٹہ دیا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ بہت کم ہے کیونکہ ایک ایم این اے اپنے پورے حلقے سے الیکشن لڑ کر آتا ہے تو وہ بیچارا قرعہ اندازی بھی کرے، اس کے لیے وہ پورا نہیں ہوتا تو پھر لڑائیاں شروع ہوتی ہیں۔ ایک تو اس کو بڑھایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اسی کوٹے میں ایک ایسا پوائنٹ چھوڑا ہے کہ جو لوگ apply کرتے ہیں، جن کا نام قرعہ اندازی میں نہیں نکلتا، یہ آپ ان کو دیں۔ جناب چیئرمین! جو قرعہ اندازی میں apply نہیں کرتے، یہ تو زیادتی ہے۔ یہ ختم کیا جائے۔ سینیٹر کی مرضی ہے، ایم

این اے کی مرضی ہے کہ وہ اپنی فیملی کے ساتھ جائے یا کسی اپنے حلقے والے کو دے، جس کو بھی دے، یعنی اللہ کے گھر پر شرط لگانا' یہ نحوست ہے۔ اس کو ختم کرنا چاہیے۔ دوسری بات۔ انہوں نے حج اور عمرے کی ٹکٹ کی قیمتیں اتنی زیادہ بڑھائیں ہیں کہ ایک غریب ومسکین کے بس سے بالکل باہر ہیں کیونکہ ایک بندہ ایک لاکھ بیس ہزار روپے---

جناب قائم مقام چیئرمین، اب زیادہ ہو گیا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، ٹیکس وغیرہ لگا کر ڈیڑھ لاکھ روپے پڑ جاتا ہے۔ اس پر حکومت کا ٹیکس لگا کر ٹکٹ دو لاکھ میں آتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! کم سے کم ہم پاکستانیوں کو، مسلمانوں کو چاہیے کہ ہم اللہ کے گھر پر اور اللہ کے گھر کی ٹکٹوں پر اور عمرے کی ٹکٹوں پر ٹیکس نہ لگائیں۔ یہ تو ظلم ہے۔ یہ تو پھر انہوں نے امیروں کے لیے راستہ کھول دیا کہ حج کرنے، عمرہ کرنے صرف امیر جائیں، غریب نہ جائیں۔ یہ بد دعائیں ہیں، زیادتی ہے۔ جیساکہ بنگزئی صاحب نے کہا ہے کہ غریب بندہ، دو تین سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے حج یا عمرے کے لیے پیسہ جمع کرتا ہے۔ جناب آپ لوگ حکومت میں بیٹھے ہیں۔ ہم لوگ سب حکومت میں ہیں۔ کم از کم ہمیں پیچھے مڑ کر غریبوں کو دیکھنا چاہیے۔ ایک کروڑپتی، امیر تو جا سکتا ہے، وہ ایک لاکھ تو کیا، بیس لاکھ خرچ کرے، وہ جا سکتا ہے۔ اب آپ غریب کو دیکھیں، جس کے پاس کھانے کو نہیں ہے، اس بیچارے نے اتنی مشکلوں سے پیسے جمع کر کے ٹکٹ خریدا ہے، دو لاکھ کا ٹکٹ یعنی اتنا ظلم۔ یہ تو میرا خیال ہے ظلم سے بھی بدتر ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ذرا توجہ دیں اور آپ بھی ایکشن لیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں پہلے ان کا جواب سن لوں، جواب سے پہلے ایکشن لینا غلط بات ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، آپ تھوڑا سا ان کو یہ تو کہیں کہ آپ نے اللہ کے گھر جانے کے لیے امیروں کے لیے راستہ کھولا ہے، غریبوں کے لئے راستہ ہی بند کر دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، جاوید صاحب میرا خیال ہے وہ بتانا چاہتے ہیں، جواب

دینا چاہتے ہیں -

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا ، میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ ایک تو یہ جو condition لگائی گئی ہے کہ جی قرعہ اندازی کے بعد جن کا نہیں نکلا' صرف وہی ہم نام دیں گے - یہ تو بڑی زیادتی ہے - نام ہم جو بھی دیں' شاید انہی کا دیں لیکن یہ condition نہیں ہونی چاہیے - یہ open ہونا چاہیے کہ ہم کس کا نام دینا چاہتے ہیں اور دوسرا یہ کہ انہوں نے دو لاکھ روپے کا جو اعتراض اٹھایا ہے ' یہ بہت بڑا ظلم ہے - اس کو کم کرنا چاہیے -

جناب قائم مقام چیئرمین ، جی کاظمی صاحب ! please take the floor. جواب دینے دیں - ٹائم بھی جا رہا ہے اور کام بھی کرنے دیں -

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی ، جناب کم از کم اس چیز کو -

جناب قائم مقام چیئرمین، Rationalize کریں اور condition نہ لگائیں -

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی ، جی جناب ! condition نہ لگائیں اور دوسری بات ' tour operators کے حوالے سے جو بات کہی گئی ہے - یہ مہربانی کر کے آج ہی فیصلہ کروائیں- یہ بڑی زیادتی ہے - جناب! یہ غریب قوم ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین، کاظمی صاحب کو جواب دینے دیں - جی -

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب ! جن کے نام ہم دیں گے اور وہ قرعہ اندازی میں نہیں نکلتے تو ان کے نام ہم دے سکتے ہیں - جناب! قرعہ اندازی کی آخری تاریخ اور ہمارے نام دینے کے درمیان بہت تھوڑا وقفہ ہے - اس کو بھی بڑھایا جائے-

جناب قائم مقام چیئرمین، انشاء اللہ اس میں تبدیلی آ جائے گی -

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ تھا کہ دو سو سے زیادہ کسی tour operator کو کوٹہ نہیں دیا جائے گا تو جن کو دو سو سے زیادہ دیا گیا ہے' میرا خیال ہے کاظمی صاحب ضرور بعد میں اس کی وضاحت کریں گے کہ اس کی وجہ کیا ہے -

جناب قائم مقام چیئرمین، جی کاظمی صاحب -

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! ان لوگوں کو بھی کوٹہ دیا ہے' جنہوں نے لکھا ہے کہ ائیرپورٹ مکہ میں ہے۔ ان لوگوں کو بھی کوٹہ دیا گیا ہے جو لوگوں کو یہ بتاتے ہیں' انہوں نے in writing دیا ہے' میں نے خود دیکھا ہے۔ انہوں نے ائیرپورٹ جدہ کی بجائے مکہ میں بتایا ہے۔ یہ آپ کی نظر سے بھی گزرا ہو گا۔ ہم تو کوٹے سے زیادہ اس بات میں interested ہیں۔ بلوچستان میں تو ہم شوق کی وجہ سے حج کرتے ہیں' ہم پر تو شاید فرض بھی نہیں ہوتا۔

ہمارے پاس تو اتنے پیسے ہی نہیں ہوتے کہ ہم حج کریں' ہم تو دو' دو' پانچ' پانچ' دس' دس ہزار روپے جمع کرتے ہیں۔ ہم اس معاملے میں re-assurance چاہ رہے تھے کہ انہوں نے یہ assure کیا تھا کہ آپ کی قرعہ اندازی نہیں ہو گی۔ اب اس کو to the extent of Balochistan, re-assure کریں کہ واقعی قرعہ اندازی ہو گی یا نہیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Kazmi Sahib, please take the floor.

جناب حامد سعید کاظمی (مشیر برائے مذہبی امور): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہاں پر دوستوں نے جو باتیں کی ہیں' میں چاہوں گا کہ بہت وضاحت سے ایک ایک چیز کے بارے میں عرض کروں۔ سب سے زیادہ بات Parliamentarians quota کے حوالے سے ہوئی ہے۔ اس حوالے سے ہماری منسٹری سے ایک letter issue ہوا تھا' جس میں یہ کہا گیا تھا کہ جو لوگ balloting میں ناکام ہوں گے' آپ صرف ان کے نام پیش کر سکتے ہیں۔ میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ بات اس طرح نہیں ہے بلکہ میں نے اپنی منسٹری کی explanation call کی تو انہوں نے یہ بتایا کہ وہ صرف یہ impression دینا چاہتے تھے کہ جن لوگوں کو balloting میں ناکامی ہوئی ہے' ان کو prefer کیا جائے۔ صرف preference کی بات ہے اور یہ compulsion کی بات نہیں ہے۔ آپ جس کو چاہیں کوٹہ دے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ صوابدید ہے۔

جناب حامد سعید کاظمی: اس میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے' وہ آپ کا صوابدیدی

کوٹہ ہے۔ جہاں تک MNA کا کوٹہ بڑھانے کا تعلق ہے تو گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ سکیم کے تحت total 85000 حاجی جائیں گے۔ اس میں ہم نے یہ condition رکھی ہے کہ وہ تمام حاجی، جنہوں نے پچھلے دو سال لگاتار apply کیا تھا لیکن ان کا نام قرعہ اندازی میں نہیں نکلا تھا اور اگر انہوں نے اس سال بھی apply کیا ہے تو ہم ان کو balloting کے بغیر ہی allow کریں گے کیونکہ اب اگر خدانخواستہ ان کو third consecutive year بھی انکار ہو تو یہ ان کے ساتھ ناانصافی اورظلم ہو گا۔ ایسے حاجیوں کی تعداد چودہ، پندرہ ہزار کے قریب ہو گی۔ اس کے ساتھ ہم نے Members of Parliament آزادکشمیر کے صدر اور وزیر اعظم کا بھی کوٹہ رکھا ہے۔ یہ تمام کوٹے ملائیں تو سات، آٹھ ہزار کے قریب تعداد بن جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چند ایک overseas Pakistanis, labours کے لیے رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً 55,000 to 60,000 کے قریب حاجیوں کی balloting ہو گی۔ ہمارے پاس تقریباً ڈیڑھ لاکھ applications آئی ہوئی ہیں۔ اگر ہم Members of Parliament کا کوٹہ اور بڑھائیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ، جنہوں نے کب سے دو، دو لاکھ روپے جمع کرائے ہوئے ہیں، ہم ان کا chance اور decrease کر دیں گے کہ ان کا نام نہ نکلے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے Members of Parliament یہ سوچیں، پچھلے سال یہ کوٹہ پانچ تھا، اس سال ہم نے اس کو double کر دیا ہے۔ اب double کرنے کے بعد بھی اگر آپ کو اصرار ہے کہ اس کو اور بڑھایا جائے تو اس کی justification کم از کم عوام کے سامنے مشکل ہو جائے گی۔ بات تو عوام کی ہے، یہاں پر ہم سب عوامی نمائندوں کی حیثیت سے بیٹھے ہیں تو وہ لوگ جو کسی تک approach نہیں رکھتے، جن کی سفارش نہیں ہے، وہ جو صرف اللہ سے لو لگا کر پیسے جمع کراتے ہیں، اگر ہم ان کا حق کم کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ کوئی بہتر بات نہیں ہو گی۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جہاں تک حج کے اخراجات میں اضافے کا تعلق ہے، میں نے اس بارے میں بہت تفصیل سے گزارشات پیش کی تھیں۔ ایک بار پھر عرض کرتا ہوں۔ مکہ مکرمہ میں حرم کعبہ کے قریب ترین جو buildings تھیں، وہ سب demolish کر دی گئی ہیں اور یہ ایک ground reality ہے، میں چاند کی خبر نہیں دے رہا جس کو آپ certify نہیں کر سکتے۔ ہر کسی کو پتا ہے کہ قریب ترین buildings demolish کر دی گئی

ہیں۔ جو بعد کی buildings ہیں' ظاہر ہے وہی قریب ترین شمار ہوں گی۔ اس سے فرق یہ پڑا کہ وہ buildings جن کو پچھلے سال وہ لوگ گیارہ سو سے بارہ سو ریال فی حاجی کے حساب سے منتیں کر کے ہمیں کرائے پر دیتے تھے' اس سال ہم ان کی منتیں کر رہے ہیں کہ ہمیں تین ہزار ریال فی حاجی کے حساب سے دے دو اور وہ نخرے کر رہے ہیں۔ اس لیے حرم کعبہ کے قریب کی buildings کے کرائے بڑھنے کی وجہ سے حج کی cost میں اضافہ ہونا ہی تھا۔ اس کے علاوہ پچھلے سال کے مقابلے میں petroleum prices میں اضافہ ہوا ہے۔ ٹھیک ہے کہ پچھلے دنوں کے مقابلے میں petroleum prices میں decline آیا ہے لیکن پچھلے سال کی قیمت تک تو نہیں پہنچے۔ اس وقت اگر 110 dollar per barrel ہے تو پچھلے سال 70 dollar per barrel تھا اور آپ صرف 70 dollar and 110 dollar compare نہ کریں' آپ further compare کریں کہ پچھلے سال dollar 60 rupees کا تھا' اس سال 75, 76, 77 rupees ہے۔ اب ڈالر کی قیمت میں جو فرق ہے اور ظاہر ہے کہ حج کا سارا معاملہ foreign exchange سے متعلق ہے' چاہے وہ petroleum prices ہوں' حاجیوں کی رہائش کے لیے ادائیگی ہو یا ہم نے حجاج کرام کو وہاں پر اخراجات کے لیے جو ریال یا foreign exchange دینا ہے' اس کی بات ہو تو آپ foreign exchange کی term میں ہی بات کریں گے۔ حج کی قیمت میں اضافہ' petroleum prices میں اضافہ' وہاں رہائش کے اخراجات میں اضافہ اور روپے کی قیمت میں کمی' اگر آپ یہ تمام factors calculate کریں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ہم نے اس ratio سے حج کے اخراجات نہیں بڑھائے' جس ratio سے باقی چیزوں کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔

اب یہ کہنا کہ ہم نے غریبوں کے لیے راستہ بند کر دیا ہے۔ اگر کسی میں ہمت ہو تو اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے کہ مولا! تو نے حج فرض ہی امیروں' صاحب استطاعت پر کیا ہے' جس کی استطاعت نہیں ہے' جس کی حیثیت نہیں ہے' اس پر تو اللہ نے حج فرض ہی نہیں کیا لیکن بہرحال آدمی غریب ہو یا امیر ہو' وہاں حاضری کی تڑپ تو ہر ایک کے اندر ہوتی ہے۔ اس لیے اگر ہم اس کا لحاظ کر سکیں تو یقیناً یہ بہت اچھی بات ہو گی لیکن اگر ہم اپنی طرف سے غرباء کو حج پر بھیجنا شروع کر دیں اور ہم members of Parliament اپنے' اپنے خرچے پر ایک' ایک حاجی کو بھیجنے کی روایت ڈال لیں تو شاید اللہ کو راضی کرنے کا انشاء اللہ کہیں بہتر بہانہ ڈھونڈ

سکتے ہیں۔ دوسری گزارش یہ ہے---

(مداخلت)

جناب حامد سعید کاظمی، اچھا' یہ بس پہلے اور بعد کی بات ہی رہ گئی ہے۔ میں عرض کروں کہ یہاں پر ایک بات یہ کہی گئی کہ سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ کسی کو دو سو سے زیادہ کوٹہ نہ دیا جائے تو میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ سپریم کورٹ نے دو سو نہیں تین سو کی بات کی تھی کہ تین سو افراد سے زیادہ کا کوٹہ نہ دیا جائے۔ اس سال ہم نے وہ compulsion رکھی ہے اور کسی ایک کمپنی کو بھی تین سو سے زیادہ کوٹہ نہیں دیا گیا۔ یہاں پر ایک دوست نے کہا کہ جس دن الیکشن تھا تو سب MNAs رو رہے تھے کہ کسی کی فرمائش اور سفارش پر کوٹہ نہیں بڑھایا گیا اور پتا نہیں کس کے کہنے پر بڑھایا گیا ہے۔ پہلے تو ایک بات یہ عرض کرتا چلوں کہ گزشتہ برس private tour operators کے ذریعے جو حجاج کرام گئے تھے ان کی تعداد 82,000 تھی اور اس سال private tour operators کے ذریعے جو حجاج جا رہے ہیں' ان کی exact تعداد 79,646 ہے۔ پچھلے سال کے مقابلے میں ہمارے پاس تقریباً اڑھائی ہزار کا کوٹہ کم تھا تو ظاہر ہے ہمیں اس کوٹے میں decrease تو کرنی تھی۔ ہم نے اس کو کسی طرح equalize کیا۔ جن tour operators کے خلاف complaints تھیں' ان کو blacklist کیا۔ دیکھیے چند باتیں ایسی ہیں جو ہمیں gournd reality کے طور پر ماننی اور سمجھنی چاہییں۔ ہم سب کا تعلق politics سے ہے' شاید کہنے میں یہ بات اتنی اچھی نہ لگے لیکن سمجھتے تو سب ہیں۔ اگر ایک کونسلر کا الیکشن ہو رہا ہو تو وہ بھی اس الیکشن میں pressure میں ہوتا ہے۔ وہ voters کی blackmailing کا شکار ہو رہا ہوتا ہے۔ ہاں جی یہ جو گلی ہے' یہ ایک برادری ہے' ان کے دس' بیس گھر ہیں' ان کی فرمائش تو پوری کرنی پڑے گی۔ یہاں پر بجلی کے دو کھمبے تو لگانے پڑیں گے ورنہ ہمیں یہاں سے ووٹ نہیں ملیں گے۔ جہاں کونسلر کے ووٹ کے حوالے سے پریشر ہوتا ہو' وہاں جب President کا الیکشن ہو گا تو ظاہر ہے وہاں پر بھی لوگ زور تو لگا رہے تھے اور بہرحال وہ زور لگانے والے بھی چونکہ ہمارے Members of Parliament تھے' ہمارے محترم ساتھی' دوست تھے تو اس لیے ہمیں کسی نہ کسی کی فرمائش پر کم کرنا تھا یا بڑھانا تھا تو اس لیے ہم نے ان

دوستوں کے فرمانے کا ایک حد تک احترام کیا لیکن آپ یہ دیکھیے کہ اگر ہم نے کوٹہ کم کیا ہے، جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ کوٹہ کم ہوا ہے تو ہم نے سو کا کوٹہ پچاس بغیر complaint کے نہیں کیا۔ جن کے خلاف complaints تھیں، ہم نے صرف ان کا کوٹہ 50% کم کیا ہے لیکن ویسے سو کا نوے، اسی کا پچھتر ہوا ہے۔ آپ سوچیں کہ اگر یہ صرف پانچ اور دس کا کوٹہ کم کیا جائے اور میں نے تو پوری list maintain کی ہے۔ ایک ایک فرد جس کا کوٹہ بڑھا ہے، الحمد للہ میں بتا سکتا ہوں کہ ہمارے کون سے Member of Parliament, کون سے احباب تھے جو اس کے لیے آئے۔ بلیدی صاحب ارشاد فرما رہے تھے، انھوں نے بھی دو کمپنیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب حامد سعید کاظمی: میں عرض کروں کہ میں ایک کمپنی کے کوٹے میں تھوڑا بہت اضافہ کر سکا، ایک کے کوٹے میں نہیں کر پایا، میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔ میں خدانخواستہ الزام نہیں دے رہا، معاف کیجیئے کہ میں House میں کسی کو الزام نہیں دے رہا۔ اس لیے کہ ہمارے ساتھی ہمارے پاس آتے ہیں، ہم آخر اسی معاشرے میں رہنے والے ہیں، کوئی درخت پر نہیں لگے تھے کہ ہمیں کوئی آ کر pressurize نہیں کرے گا۔ ہمارے دوست، احباب اور ساتھی آئیں گے، وہ ہمیں مجبور کریں گے اور مجبور کرنے کی وجہ سے آخر آپ لوگ وزراء کے پاس جو سفارشیں لے آتے ہیں، اپنے voters کے pressure کی وجہ سے آتے ہیں۔ میں یہاں پر corruption کا الزام نہیں لگا رہا، اگر پچھلے دور میں کسی نے الزام لگایا تھا کہ Members of Parliament نے اپنا quota بھی بیچا ہے۔ یہ الزام ان لگانے والوں نے لگایا ہو گا لیکن مجھے یقین ہے کہ الحمد للہ اس ایوان میں بیٹھنے والے کوئی ایسے فقیر اور خستہ حال نہیں ہیں جو حج کا quota فروخت کر رہے ہوں۔ الحمد للہ یہ یقیناً ثواب اور نیت کے حوالے سے بات ہو رہی ہو گی لیکن---

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: بیٹھ جائیں، بعد میں بات کر لیں، ان کو مکمل کرنے

دیں۔ دیکھیں، آپ بحث میں پڑ گئے ہیں، agenda بھی مکمل کرنا ہے۔

جناب حامد سعید کاظمی، معاف کیجیئے، لاحول ولا قوۃ۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ دیکھیں، انہوں نے ابھی point کیا ہے۔ بیٹھ جائیں، ٹھیک، ٹھیک۔ ابھی نام لینے کی ...list issue کاظمی صاحب، نہیں، نہیں ایک منٹ کاظمی صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب حامد سعید کاظمی، اگر آپ میری بات نہیں سنیں گے۔ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ میں نے یہ بات نہیں کہی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، انہوں نے یہ نہیں کہا۔ اسمٰعیل بلیدی صاحب! ذرا سنیں۔

جناب حامد سعید کاظمی، اس حوالے سے سمجھا سکتا ہوں۔ میرا یہ عرض ہو گا کہ میں نے نہیں کہا۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اسمٰعیل بلیدی صاحب، کاظمی صاحب! ایک منٹ۔

جناب حامد سعید کاظمی، جناب چیئرمین! میں نے نہیں کہا، جہاں تک اس ایوان میں عباس کمیلی صاحب بیٹھے ہیں، انہوں نے کہا تھا، انہوں نے پچھلے دور کی بات تھی۔۔۔الزام لگا تھا، میں تو یہ کہہ رہا۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کاظمی صاحب! یہ زیر بحث معاملہ نہیں ہے۔ وہ وضاحت ہو گئی ہے، اس کمیٹی کے حوالے معاملہ ہے، Religious Committtee کے حوالے ہے۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، ان کو یہاں پر بلایا جائے۔

جناب حامد سعید کاظمی، میں بھی عرض کروں گا کہ ضرور بلایا جائے لیکن میں یہاں پر الزام نہیں دے رہا۔ محترمہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، اگر میری کسی بات سے دل شکنی ہوئی تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کاظمی صاحب! آپ کے حوالے سے نہیں ہے، وہ پچھلا

معاملہ ہے، وہ Religious Committee میں گیا ہے، وہ علیحدہ ہے، اس کا آپ سے تعلق نہیں ہے، وہی کمیٹی سارا معاملہ باہر لائے گی۔

جناب حامد سعید کاظمی، محترمہ! شاید میں کوئی الزام لگا رہا ہوں، میں نے الزام نہیں لگایا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نے عصر سے پہلے سب کو جگا دیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔

سینیٹر آغا پری گل، جنہوں نے بیچے ہیں، ان سے کہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا، please اسمٰعیل بلیدی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب حامد سعید کاظمی، میں نے الزام نہیں لگایا، میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہاں پر مجھے یقین ہے---

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں، کمیلی صاحب! please تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، کسی ایک کو نوازا گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اسمٰعیل بلیدی صاحب! بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ کاظمی صاحب! آپ مکمل کریں۔

جناب حامد سعید کاظمی، میں ایک گزارش کروں گا کہ اب دیکھیں کہ میں پہلی حقیقت یہ عرض کر چکا---

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ please بیٹھ جائیں۔ جی کاظمی صاحب! آپ مکمل کریں، پھر میں اس پر comments کروں گا۔

جناب حامد سعید کاظمی، میں پہلی بات یہ عرض کروں گا کہ میرے جتنے بھی مہربان، کرم فرما دوست میرے پاس تشریف لاتے ہیں کہ جناب یہ ہمارا دوست ہے، اس نے

ہمیں pressurize کیا اور کہا ہے کہ جا کر کہیں کہ اس کا quota بڑھا دیں۔ ظاہر ہے کہ سب دوست quota بڑھانے کی درخواست لےکر آتے ہیں اور میں نے عرض کیا کہ پچھلے سال کے مقابلے میں تقریباً اڑھائی ہزار quota کم ہو گیا تھا۔ اب سیدھی سی بات ہے کہ دوست میرے پاس تشریف لائیں، میں جن دوستوں کی خواہشات کا احترام نہیں کر پایا، اگر وہ مجھ پر ناراض ہیں تو یقیناً ان کو ناراض ہونے کا حق ہے، میں اس کا برا نہیں مان رہا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں تمام دوستوں کی فرمائشیں پوری نہیں کر سکتا تھا، ظاہر ہے کہ ہر ایک کا quota نہیں بڑھا سکتا تھا۔ پچھلے سال کے مقابلے میں اڑھائی ہزار کا quota کم تھا تو میں quota کم کر سکتا تھا، بڑھا نہیں سکتا تھا، اگر مجھے quota بڑھانا ہے تو ظاہر ہے کہ کہیں سے کم کر کے ہی بڑھا سکتا تھا۔ میرے دوست، مہربان ، کرم فرما عباس کمیلی صاحب نے بالکل درست فرمایا کہ مجھ سے یقیناً کہیں ناانصافی ہوئی ہو گی، کہیں قینچی گہری لگ گئی ہو گی، قینچی کہیے یا خنجر کہیے جو بھی کہیے، میرے محترم کرم فرما، مہربان دوست ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

جناب حامد سعید کاظمی، میں انسان ہوں اور انسان سے خطا ہو سکتی ہے، میں نے کبھی نہیں کہا کہ مجھ سے کوئی خطا نہیں ہوئی لیکن دیکھیں غلطی اور بدنیتی میں فرق ہے، اس کو please ذرا ضرور ملحوظ رکھیں، اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ میں نے کوٹے کے گھٹانے اور بڑھانے میں اپنے ذاتی مفادات کو ملحوظ رکھا ہے، میں نے خدانخواستہ اس کے اندر کوئی corruption اور بدعنوانی کی ہے، اس نوعیت کا الزام میرے اوپر ہو تو میں ایوان میں ہرقسم کی صفائی اور ہر قسم کے مقدمے کی پیروی کے لیے حاضر ہوں لیکن اگر یہ دوست سمجھتے ہیں کہ نہیں، میں نے الحمد للہ اس بارے میں، اس انداز سے کوئی بات نہیں کی ہو گی۔ ہاں، ہو سکتا ہے کہ میں نے کسی مہربان دوست کی بات پر ذرا زیادہ quota بڑھا دیا ہو، شاید کسی دوست کی بات کو اتنے دھیان سے نہ سنا ہو، اگر اس کے لیے میرے لیے معافی کا پہلو ہو تو وہ عطا فرما دیجیئے نہ ہو تو سزا دیجیئے، ظاہر ہے کہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین : جی thank you بیٹھیں۔ بلوچستان کے بارے میں وضاحت کر دیں۔

جناب حامد سعید کاظمی : میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس بات کا تعلق یہ نہیں ہے، میں نے President کے election کے حوالے سے جو بات کی تھی تو President کے election کے حوالے سے مطلب یہ نہیں تھا کہ جناب زرداری صاحب President کا election جیتنے کے لیے مجھے مجبور کر رہے تھے۔ دیکھیں، ہم سب لوگ اس کوشش میں تھے کہ کسی نہ کسی طرح سے President صاحب کے لیے کہیں سے vote لیں، ہم سب انفرادی طور پر ان کی convassing کر رہے تھے۔ جی۔

سینیٹر رضا محمد رضا: بلیدی صاحب ویسے بھی وزیر ہیں۔

جناب حامد سعید کاظمی : بلیدی صاحب تو سبحان اللہ، ان کی بات اور ہے۔ میں نے یہ عرض کیا تھا---

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : چلیں، آرام سے--- میرا خیال ہے، آپ بیٹھنا چاہتے ہیں، آج کل گھر پر کوئی مہمان نہیں آ رہا، یہی لگتا ہے۔

جناب حامد سعید کاظمی: کمیلی صاحب! ایک گزارش مزید کر لوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : نہیں، نہیں، اللہ معافی دے، رشوت نہیں--- صحیح بات کی ہے، روزے کے ساتھ ہیں۔ جی، بلوچستان کے حوالے سے بتائیں۔

جناب حامد سعید کاظمی : میں بلوچستان کے حوالے سے عرض کروں گا۔ گزارش یہ ہے کہ اگر آپ بیٹھ کر ذرا count کریں کہ پچھلی دفعہ کتنا quota ملا تھا اور اس دفعہ کتنا quota ملا ہے تو میں اس یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس دفعہ بلوچستان کو کچھ زیادہ quota ملا ہے۔ یقیناً اتنا زیادہ نہیں ملا ہو گا جتنا وہ فرما رہے ہیں، اتنا زیادہ نہیں ملا ہو گا جتنی demand ہو گی لیکن پچھلے سال کے مقابلے میں اگر آپ فرمائیں گے---

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : ہمیں figures دے دیں، ہمیں بتا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں ٹھہریں، کاظمی صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انشاء اللہ ضرور پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عیدالفطر خیر سے گزارتے دیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ہمیں یہ assurance دی گئی تھی کہ ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ آپ کی قرعہ اندازی نہیں ہو گی، آپ کے تمام حاجی جائیں گے، ہمیں اس assurance کو reassure کرانا ہے۔ ہم صرف یہ پوچھ رہے تھے جو پہلے کہا ہے، اس کو reassure کر دیں۔ ہمیں quota نہیں چاہیے۔

جناب حامد سعید کاظمی: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر خورشید شاہ صاحب نے آپ کو یہ assure کیا تھا تو میں اعتراف کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ چیز convey نہیں کی تھی اور جو چیز مجھے convey نہ کی گئی ہو، اس کے لیے میں جوابدہی نہیں کر پاؤں گا لیکن میں ان سے پوچھ لوں گا، صورتحال دیکھ لیں گے۔ انشاء اللہ بلوچستان کے دوستوں کو زیادہ accommodate... لیکن میں ایک بات یہ عرض کروں کہ کوٹے کی تقسیم علاقائی بنیادوں پر نہیں ہوتی، کوٹے کی تقسیم sectarian base پر نہیں ہوتی۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے، ہمیں اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کوٹے کی تقسیم نہ جغرافیائی اور علاقائی بنیادوں پر ہوتی ہے نہ اس کی تقسیم sectarian base پر ہوتی ہے، جو balloting ہے، یہ computer سے free balloting ہوتی ہے اور اس کے اندر تمام schools of thought کے لوگ آتے ہیں اور اسکے اندر یہ صورت حال ہے۔ اگر اس policy میں کچھ دوست چاہتے ہوں کہ تبدیلی کی جائے، ایک تجویز آئی ہے، ہمارے دوست بیٹھے تھے، وہ فرما رہے تھے کہ اگر بلوچستان کو balloting سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے تو ہم اپنا quota surrender کرنے کے لیے تیار ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بلوچستان کے جو Members of Parliament ہیں، ان سے ذرا بات چیت کر لیں، میرا عالم تو یہ ہے کہ وہاں سے جو Provincial Ministers ہیں، وہ فون کر کے quota مانگ رہے ہوتے ہیں---

جناب قائم مقام چیئرمین: سارے کرتے ہیں، عوامی نمائندے پاکستان میں یہی

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ہم سارے surrender کر دیں گے۔

جناب حامد سعید کاظمی، میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ آپس میں مشورہ کر لیجیئے، اگر بلوچستان کے Members surrender کرنے کے لیے تیار ہیں تو میں اس کو اپنی Ministry میں discuss کرتا ہوں اور انشاء اللہ اس مسئلے کو solve کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کامران مرتضیٰ صاحب، اسمٰعیل بلیدی صاحب، جی تھوڑا آگے بڑھیں اور کام بھی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، Balloting کے بغیر کر دیں۔

جناب حامد سعید کاظمی، آپ اس طرح نہ کریں، آپ اکیلے نہیں ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! یہ مان رہے ہیں، وہ مان رہے ہیں، وہ مان رہے ہیں۔

جناب حامد سعید کاظمی، آپ Members of Parliament کو اعتماد میں لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، بس hello sir, time late ہوتا جا رہا ہے۔ جی رضا صاحب! it is already 3.40

سینیٹر میاں رضا ربانی، We have to wind up sir, میں صرف یہ آخری بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ کاظمی صاحب نے جو فرمایا کہ ان کو خورشید شاہ صاحب نے یہ بات convey نہیں کی۔ میں فاضل ممبران کو یہ assure کراتا ہوں کہ میں ان کی اور خورشید صاحب کی بات facilitate کروا دیتا ہوں اور اس کے بعد جو بلوچستان کے members ہیں ان کو آپ کے ذریعے یا ویسے inform کر دیں گے کہ کیا ہوا ہے۔ Obviously کوشش یہی ہو گی کہ maximum لوگ جا سکیں لیکن جیسے انہوں نے ابھی explain کیا ہے کہ ایک constraint ہے اور کوٹا پہلے سے بھی کم ہوا ہے۔ شاید جب شاہ صاحب کے پاس Ministry تھی تو غالباً اس وقت سعودی عرب سے یہ قدغن نہیں لگی تھی تو اس لیے انہوں نے یہ بات کی ہو گی لیکن بہرحال کوشش میری یہ ہو گی کہ کاظمی صاحب اور خورشید شاہ صاحب کو بٹھا کر بلوچستان کے مسئلے کو amicably حل کیا جائے۔

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! میں نے کوشش کا کہا ہے، میں assurance نہیں دے رہا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کوئی راستہ نکل آئے گا انشاء اللہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، شاید یہاں پر تھوڑا سا ابہام پیدا ہوا ہے۔ میں اس کو بڑے واضح الفاظ میں clear کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی ممبر کے کہنے پر کوٹا بڑھایا گیا یا کم کیا گیا، وہ ایک الگ مسئلہ ہے، اس کا کسی قسم کا تعلق presidential election or presidential campaign سے نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Thank you جی، اب میرا خیال ہے کہ آگے بڑھیں یا پھر بیٹھے رہیں، آپ کی مرضی----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، Leader of the House نے commitment دی ہے کہ میں کوشش کروں گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جی ہاں کوشش کروں گا، there is a difference between the matter.

جناب قائم مقام چیئرمین، Leader of the House کو کوشش تو کرنے دیں، نہیں تو ادھر ہی ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ لوگ بیٹھ جائیں، ایک وقت پر ایک بات کرے۔ کمیلی صاحب اور بلیدی صاحب تشریف رکھیں۔ ابھی صبر کریں معاملے کو آنے تو دیں، کوشش ہو رہی ہے۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! ہر مسئلہ کمیٹی کو refer نہیں ہو سکتا۔ i have said, I will try and facilitate کہ اگر اس وقت خورشید شاہ صاحب نے floor پر ایک

commitment دی ہے تو میں کوشش کروں گا کہ وہ کاظمی صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور دیکھ لیں کہ اس میں کیا گنجائش ہے اور کیا گنجائش نہیں ہے۔ میں نے جیسے پہلے عرض کیا کہ -----

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، کمیلی صاحب! ایک منٹ بات تو کرنے دیں، Leader of the House بول رہے ہیں، ان کی عزت بھی ہم نے ہی کرنی ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں نے پہلے عرض کیا کہ جب خورشید شاہ صاحب نے commitment کی تو شاید اس وقت کوٹے کی قدغن نہ لگی ہو یا کوٹا کم نہ کیا گیا ہو لیکن اب کاظمی صاحب نے فرمایا ہے کہ کوٹے کو کم کیا گیا ہے، اس میں بلوچستان کے لیے جتنی maximum accommodation ہو سکتی ہے یا جو کمیلی صاحب کہہ رہے ہیں اس کے لیے ہو سکتی ہے تو یقیناً کاظمی صاحب کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ - جی پروفیسر خورشید صاحب۔ کاظمی صاحب! آپ کو تھوڑا امتحان میں ڈالا ہوا تھا، آپ اُدھر دفتر میں جائیں گے تو پھر کوٹے کا مسئلہ ہو گا لہذا اِدھر ہی بیٹھے رہیں۔

Issue of Halting NATO Supplies to Afghanistan

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین - میرے point of order کا تعلق حکومت کے دو نہایت ہی ذمہ دار افراد کے دو متضاد بیانات سے ہیں جس کا تعلق ملک کی security اور اس وقت جو فاٹا میں آگ لگی ہوئی ہے اس سے ہے۔ "ڈان" کی رپورٹ میں آپ کو سناتا ہوں۔

"The ministries of Interior and Defence have taken diametrically opposite positions on the issue of halting NATO supplies to Afghanistan."

اس سلسلے میں جناب والا وزیر دفاع جو کہ directly اس معاملے میں involved ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ

"In fact, let me tell you that three trucks carrying NATO supplies were

attacked enroute to Afghanistan."

اس context میں وہ یہ کہتے ہیں کہ

"Government decided to stop the supplies indefinitely because Pakistan has issues with the allied forces, recent incursions inside the Pakistani territory."

اس کے مقابلے میں جو Interior Advisor صاحب ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ

"The NATO supplies were temporarily halted after around 20 soldiers of the Frontier Constabulary were captured by the militants in the area." Mr. Malik said "the supplies were given a go-ahead on Friday night after security forces had secured the area."

جناب والا! مجھے ابھی اطلاع ملی کہ آج بھی میران شاہ کے علاقے میں 7 میزائل داغے گئے ہیں، جس کے نتیجے میں 11 افراد شہید اور 20 زخمی ہوئے ہیں، جن میں تین عورتیں اور تین بچے ہیں۔ آپ کیا message دے رہے ہیں؟ آپ فوراً stand لیں اور لینا چاہیے، اس ایوان نے discuss کیا ہے اور اس ایوان کا message بھی یہی تھا کہ جب تک آپ اس معاملے میں کوئی دو ٹوک بات نہیں کہتے ہیں اور صرف زبانی احتجاج نہیں بلکہ عملی اقدام نہیں کرتے ہیں تو کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے جب آپ نے یہ supplies روکی ہیں تو ہم نے اس کو پسند کیا، اس کا ایک message گیا لیکن اب آپ نے اسے nullify کر دیا۔ Defence Ministry ایک اور بات کہہ رہی ہے، Interior Secretary ایک اور بات کہہ رہا ہے۔ آخر گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے؟ عملی صورتحال یہ ہے جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ ان پانچ ماہ میں اب تک 21 بار violations ہوئی ہیں جو کہ پچھلے چار سال کی violation سے زیادہ ہے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ جناب والا! میں چاہوں گا کہ ایوان کو اعتماد میں لیا جائے، حکومت consistent پالیسی اختیار کرے اور آپ کو ایک firm position لے کر جوابی کارروائی کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ آپ supplies کو روکیے اور incursion کرنے والوں کے خلاف فوجی اقدام کیجیے۔ اس کے بغیر آپ تحفظ فراہم نہیں کر سکتے، sovereignty کا دفاع نہیں کر سکتے، security نہیں دے سکتے۔ خدا کے لیے

ہوش کے ناخن لیجیے اور یہ کام کیجیے' اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: There is no ambiguity in the policy of the Government. The Government is abundantly clear, we had taken a very categorical position on all the attacks or violations that have been committed over the right of hot pursuit. We have said that we do not recognize the right of hot pursuit. We have said that we will defend the territorial sovereignty of Pakistan to the last drop of our blood. There is no wavering in the Government's commitment and the Government is taking all appropriate measures, as that are required to ensure that Pakistan's sovereignty is not violated willy-nilly. I would like to, through you, assure the House and I would like to assure the nation that the Government is fully committed and will not allow, any violation of its territorial, political or economic sovereignty and that steps are being taken in that direction.

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ میڈم سینہ رؤف صاحبہ! آپ کا point of order تھا۔

سینیٹر سینہ رؤف، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ حکومت نے زراعت کے شعبے میں water management کا project چار سال پہلے سے شروع کیا ہوا تھا' جس کے تحت بلوچستان کے سینکڑوں بیروزگار نوجوانوں کو روزگار ملا۔ اب ان ملازمین کی demand ہے کہ ان کو regular کیا جائے۔ لہذا حکومت ان کی demand کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر consider کر کے ان کی services کو regular کرے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ واقعہ میرے نوٹس میں بھی ہے اور وہ مجھے بھی ملے تھے۔ سینیٹ کا آفس اس معاملے کو ان کے ساتھ take up کرنے لگا ہے۔ آپ بھی اس بات کو

سمجھ رہی ہیں اور میں بھی سمجھ رہا ہوں۔میرے حلقے سے بھی لوگ آ رہے ہیں کہ ہمیں regularize نہیں کیا گیا ، ہمیں اتنے سال ہو گئے ہیں۔میڈم رزینہ عالم صاحبہ کا point of order ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! خواتین کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بھی تو خاتون ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! اس وقت مجھے بھی خواتین میں شمار کرلیں۔ ہمارے ہاں بلوچستان میں خواتین کی ایک یونیورسٹی ہے ۔ ہم نے اپنی بہنوں ، بیٹیوں کے لیے وہ یونیورسٹی الگ کی تھی اور وہ یونیورسٹی ماشاء اللہ اس وقت چل رہی ہے۔ ہوا یہ ہے کہ ہماری حکومت میں ، رضا صاحب میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں، اس کو جو فیڈریشن کی طرف سے امداد ملتی تھی اس کو reduce کردیا گیا ہے۔ اس reduction کی وجہ سے ان بچیوں کی فیسوں میں سو فیصد اضافہ ہو گیا ہے ۔ ان کو جو بسیں لے جاتی تھیں، واپس لاتی تھیں، بس کی فیس میں تقریباً سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جناب والا! بلوچستان پہلے ہی تعلیم کے حوالے سے پسماندہ صوبہ ہے۔ ہمیں نوکریاں اس لیے نہیں دیتے ہیں کہ ہم تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ہیں۔ ہماری بچیاں پہلے گھروں سےنکلتی ہی نہیں تھیں کہ co-education ہے۔ اب جب ہم نے ان کے لیے علیحدہ یونیورسٹی بنائی ہے تو ہمارے ساتھ ظالمانہ اور سوتیلے پن کا یہ سلوک کیا گیا ہے کہ اس کی امداد کو reduce کردیا گیا ہے۔ جہاں پر فی بچی تین سو یا چار سو روپے فیس دی جاتی تھی اب اس کو سات سو اور آٹھ سو روپے کردیا گیا ہے، اسی طرح سات آٹھ سو روپے بس کے لیے ہو گیا ہے تو وہاں بلوچستان میں ایک غریب آدمی اپنی بچی کو پڑھانے کے لیے سولہ سترہ سو روپے صرف یہ دو فیسوں کی مد میں دے گا، باقی اس کے کپڑے اور کتابیں یہ سب کہاں برداشت کرسکتا ہے۔ جناب! میں اس پر بھی رضا ربانی صاحب کی توجہ چاہوں گا کیوں کہ میرے صوبے کا مسئلہ تھا اس لیے میں اس پر زور دے رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم رزینہ عالم صاحبہ بھی اسی پر بات کرنا چاہتی ہیں ۔ جی میڈم رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب چیئرمین! جس طرح کامران مرتضٰی صاحب نے بات کی ہے اور وزیراعظم صاحب کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ ان کی ہدایت پرسلمان فاروقی صاحب نے یہ کہا ہے کہ تعلیم اور صحت کے بجٹ میں کوئی کٹوتی نہیں ہوگی۔ میں اس مسئلے پر قائد ایوان کی توجہ چاہوں گی کیوں کہ HEC کے بجٹ میں اور وزارت تعلیم کے بجٹ میں کمی ہوئی ہے اور میں نے اس کی تفصیل جناب نوید قمر صاحب کو دے دی تھی اور ان کو کہا تھا کہ وہ مہربانی سے اس کو check کرکے بتائیں کہ یہ کٹوتی کیوں ہوئی ہے اور Universities میں جو فیسیں بڑھ رہی ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہے کیوں کہ recurring budget کوئی تین ارب روپے سے زیادہ کم ہوگیا ہے اور اس کی وجہ سے یونیورسٹیوں کو جو گرانٹ دی جاتی تھی اساتذہ کی تنخواہوں کے لیے، وہ سب نہیں گئی۔ اس کی وجہ سے انہوں نے کہا ہے کہ ہم فیسیں بڑھا دیں گے اور اس کی وجہ سے تعلیم پر اثر پڑا ہے۔ جناب والا! جب وزیراعظم صاحب نے، جن کے آباؤ اجداد کی تعلیم کے میدان میں بہت بڑی خدمات ہیں۔ میں ان کو جانتی ہوں تو انہوں نے ایک directive, instruction دی ہوئی ہے کہ تعلیم کے بجٹ میں کوئی کٹوتی نہ ہو تو یہ کٹوتی کیوں کی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گی کہ قائد ایوان اس معاملے میں نوید قمر صاحب سے بات کرکے ایوان میں اس کا جواب دیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رخسانہ زبیری صاحبہ آپ بھی اسی پر کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر (انجنئیر) رخسانہ زبیری، جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمیں فرق کرنا پڑے گا کہ تعلیم کا بجٹ کہاں صحیح استعمال ہونا ہے اور وہاں کوئی کٹوتی نہ ہو لیکن جہاں تک HEC کا سوال ہے many universities کوئی فرانس کے تعاون سے، کوئی کوریا کے تعاون سے کہاں کہاں بن رہی ہیں اور اس میں پیسہ لگنا، کرائے کی عمارتیں لے کر جو ہماری existing universities ہیں ان کو strengthen کرنے کی ضرورت ہے اور یہ important ہے کہ ہم reallocation کریں۔ Sir, it is not only کہ صحیح جگہ کا بجٹ روکا گیابلکہ HEC پر تو بہت زیادہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی مشہدی صاحب آپ کا بھی point تعلیم سے متعلق

ہے یا separate point of order تھا۔ جی. please.

Senator Col. (Retd.)Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. Sir, I will take just one minute. This 31% raise on the electricity tariff is a matter of grave concern for the whole of Pakistan and it requires to be reconsidered by the government if it is a people's government. But in addition to that the people of Karachi have been suffering. We have brought it up on the floor of this House many times, but I just want to give my suggestion which the honourable Minister has not taken for the last two three times when I raised the issue. There are two grand generating stations in Bin Qasim. One is run on gas, one is run on furnace oil. The M.D of KESC came on National Television and he, very blatantly said that we are not running it because of the high cost of furnace oil and the gas. Sir, this belongs to KESC itself. If these two generators start functioning, the situation would improve immediately. But the main point which I wanted to raise was that the tariff of electricity in Pakistan is grossly unfair to the Province of Sindh. We are paying 40% or 41% more than the other Provinces. This is the tariff that is lately been given. Now, I request the honourable Leader of the House, he is a man of great honour and dignity and he belongs to Karachi. He has great love for the province of Sindh. I request him and of course Mr. Farooq Naek, the honourable Minister for Law, Parliamentary Affairs and several other Ministries, if he could also use his personal influence, both of them, to mitigate the sufferings of the people of Karachi. We are without

electricity, we are bearing it, presently this nation is the most patient nation on earth but than we are getting inflated bills than we are getting an unjust tariff while the rest of the Pakistan is paying 60% ,40% less then the Province of Sindh. This is highly unfair and it requires the attention of the government. Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین، رضا صاحب کچھ کہہ دیں اس سے پہلے کے عصر کی نماز ہو جائے۔ہاں بس یہی ہوتا ہے۔رضا صاحب وہ آپ کو کرنا پڑے گا HEC کے حوالے سے۔میڈم نے خود بھی HEC کو investigate کیا ہے۔جی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں ان سے ابھی بیٹھ کے بات کرلیتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Now I will read out the prorogation order received from the President.

"In exercise of the powers conferred by Clause (1) of Article 64 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session on the conclusion of its business on 8th September, 2008".

Sd/=

(Mohammadmian Soomro)

Acting President

Islamic Repulic of Pakistan

[The House was then prorogued sine die]